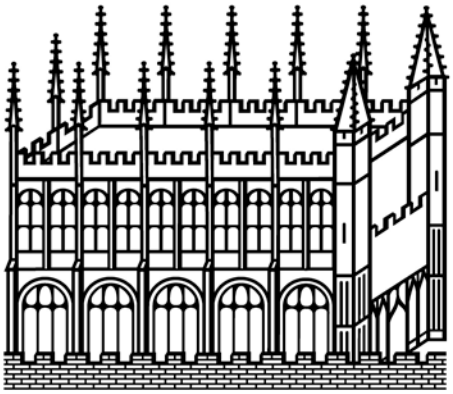

Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

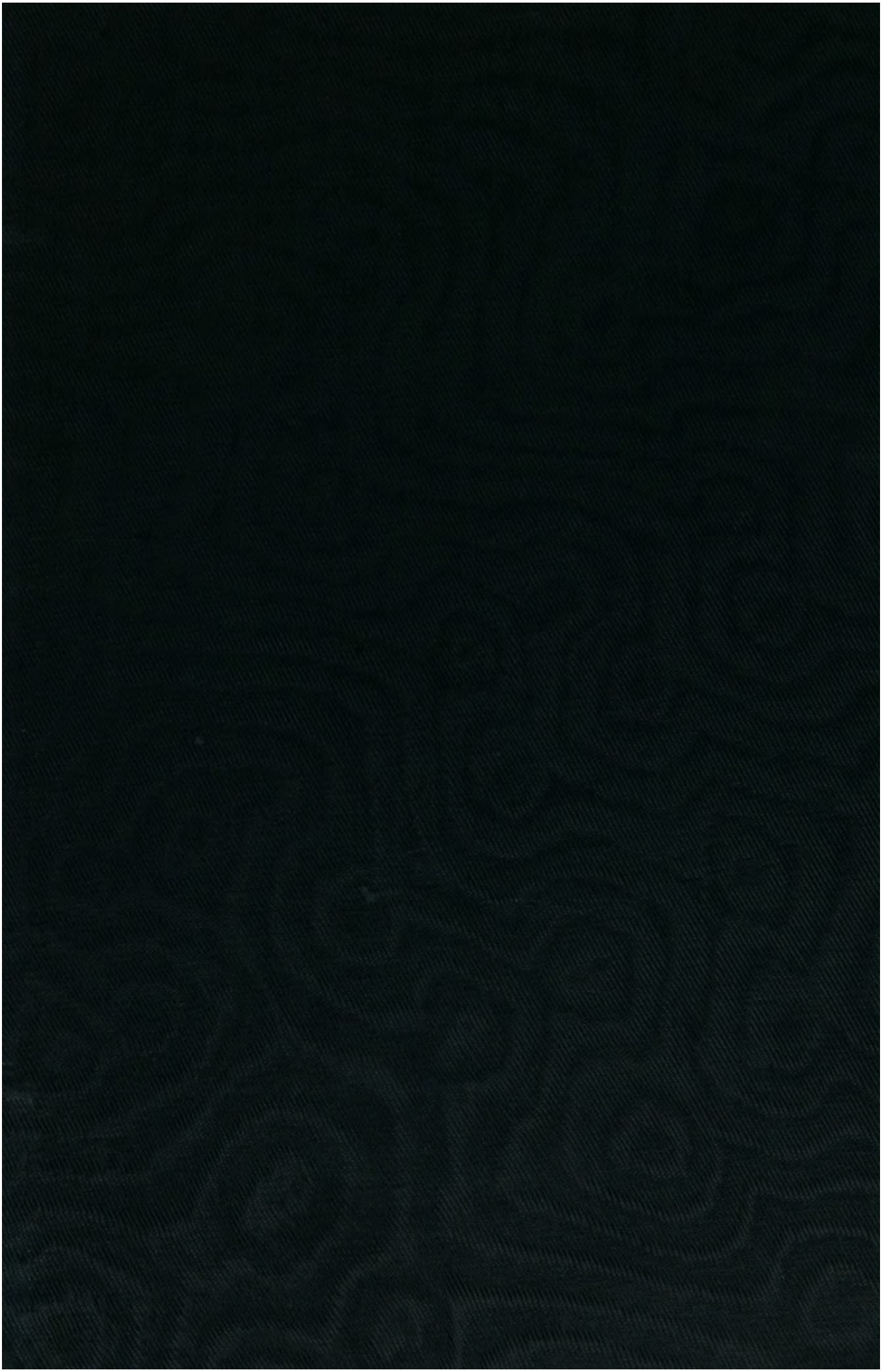

16.D.51.

16 D 51

عجب نہین ہو کہ اُسی طرح تمھارا زیور تین ڈیوڑھیون کے محل مین اُتارا جائے
جسطرح جیون رام کی بی بی کے جسم سے اُتارا گیا تھا یہ زمانہ پہلے سے بھی زیادہ
اندیشہ ناک ہو آگے تو معلوم نہین کوئی ویسی دوا رہی ہوگی کہ جیسے کشتی ران نے
بہم پہونچائی تھی اور پردیسی تیرتھ باسی کے بیہوش کرنے کے لیے استعمال کی تھی
اب تو تمام دکانون مین کلورافارم بکتا ہو کہ جسکو جراح سونگھا کر بیمار کو
بیہوش کرتے ہین اور ہاتھ پاؤن کاٹ لیتے ہین اور بیہوش کو حس نہین ہوتی
عمل مقناطیسی جاری ہو خبردار ہو اور ہوشیار ہو ہر فعل اور ہر صفت کو ترقی ہو
خدا نکرے کہ کوئی بدنیت اور بدذات اُن عمدہ صنعتون کا بُرے کامون مین
استعمال کرے زنہار بچون کو زیور نہ پہناؤ اور اونکا دشمن جانی اُنکے ساتھ نہ پھرو
اپنی عزت حرمت عفت کا زیور کو دشمن جانو ٭

نہین ہو سکتی نہ کوئی مدعی ہو نہ اثبات جرم کے لیے شہادت ہو ممکن ہو کہ کسی وجہ سے اپنے کو اقرار جرم کرکے قید کرانا چاہتے ہون اسواسطے سب رہا ہون مگر ہمنے جو محنت کرکے اُنکے بیانات کو لکھا ہو وہ اُن شوقین عورتون اور اُنکے وارثون مین منتشر ہون کہ جو زیور کے پہننے پر مرتی ہین اور قیمتی جواہرون کے پاس رکھنے سے خوش ہوتی ہین تاکہ وہ متنبہ ہون۔

خاتمہ

مصنف کہتا ہو کہ گو یہ ظاہر ہین پرانا فسانہ یا کسی زمانے کی کہانی معلوم ہو مگر دیکھنے والون کو حال کے زمانے سے مقابلہ کرنا چاہیے اور نوجوان اور عفیفہ اور باعصمت بیبیون کو متنبہ ہونا چاہیے کیا ایسے واقعات اب پیش نہین آتے اور اُنکے گوش گذار نہین ہوتے کہ فلان میلے مین فلان کی ناک پھاڑکے نتھ نکل گئی کسی کے گلے سے ہار اُڑ گیا کسی کے گھر مین چور آیا اور اُسنے سونے کی حالت مین زیور اُتار لیا زیور ہی کی وجہ سے فلان کا بچہ ہلاک ہوا۔

اے بی بیو زیور سے حسن خداداد کو کوئی رونق نہین ہوتی بجاے زیور کے اپنے مین حُسن سیرت پیدا کرو اور اُس سے اپنے حسن کو دوبالا کرو ناحق بوجھ اپنے پر نہ لادو اور یاد رکھو کہ زیور کی فرمائش جب تم اپنے چاہنے والون پر کرتی ہو اور اُنکے امکان مین نہین ہوتا تو بھی وہ تمھاری خاطر سے ہمرسانی مین کوشش کرتے ہین اور ممکن ہو کہ اُنمین سے کوئی چاہنے والا ویسا نکلے جیسا کہ لالہ جیون رام کی بی بی کے گلے سے ہیرا نکالنے والا اپنے دوست کی خاطر چور بنا تھا اور

سینتیسوین روز کی عدالت

خداوند حاکم اعلےٰ نے بعد بہت غور اور خوض کے سمجھا تو یہ سمجھا کہ بڑھیا نے پولیس کے روبرو جو اقرار کیا تو وجہ اُسکی صرف یہ ہوئی کہ کسی طرح اُسکی لڑکی نے کہدیا تھا کہ اُسکی موجودگی مین منوان مارا گیا ہی اور اِس اقرار کو سنکر کنکالی ڈر گئی کہ پالی کے سراب پاپ چڑھا اور وہ ضرور سزا پائیگی اور اسواسطے کنکالی جوش محبت پالی سے بیخود ہوگئی اور اُسکی آئی اپنے سر لینے کو تیار ہوئی اور خود اقرار کر دیا اور اسواسطے اُسنے عدالتون مین بھی اقرار کیا ہی صرف اسکا اقبال سزا کے واسطے کافی نہین ہی اسواسطے چھوڑ دیجاے اب حضور دیکھین کہ کیسی مجرم نلوہ چھوٹ گئی اپنے گھر چین کرتی ہی وہ نو گرفتار ہوکر اور پھانسی پر چڑھکر اُتر آئی مجھکو کون گرفتار کرتا اور مجھپر کیونکر جرم ثابت ہوتا مگر حضور مین پسند نہین کرتا کہ دنیا کے پاپ کی عقبیٰ مین سزا پاؤن اور اسواسطے مین نے صریح اقبال کیا اب حضور میری سزا کا حکم دین مفتی صاحب نے نہایت غور فرمایا اور جس مجرم کو پولیس نے حاضر کیا تھا اُسکے حق مین تجویز کیا کہ جو زیور مسروقہ قرار دیا گیا ہی وہ عام قسم کا ہی اور اُسکی شناخت بہت مشکل ہی ایک قسم اور صورت کی زیور ایکہی کاریگر بناتا ہی اور تجارت کے لیے بھیجواتا ہی اور عمر و بکر زید خالد حامد خرید کرتے ہین کون کہہ سکتا ہی کہ وہ زیور عمر وہی کا ہی اور جو گواہ مدعیون کا زیور اور مال قرار دیتے ہین اور کوئی وجہ شناخت کی بیان نہین کرتے اور نہ مدعی خود مطمئن کر سکتے ہین کہ اُنکا زیور ہی اسلیے جرم عائد نہین ہو سکتا اور جس زیور کا صندوقچے سے چرانا متہم قبول کرتا ہی وہ زیور موجود نہین ہی کہ پہچان ہو سکے اسواسطے متہم بری کیا جاوے باقی اُسنے اور دوسرون نے جو اقرار جرائم کا کیا ہی تو تیرے اُنکے اقرار پر سزا

ایسی ڈوبی کہ مجھ سے نہ رہا گیا کہ میری لڑکی تو اپنے فرزند کے غم مین پیٹے اور منوان کی
مان خوش خوش منوان کو پکارے فوراً مین نے باوجود اس محبت کے کہ اُسکے واسطے
کھیر دے آئی تھی چکّی کے پاٹ کے نیچے رکھ کے دبا دبا پالی دانتون مین اُنگلی دبا کے
رہگئی جب منوان مرگیا تو مین بہت پچتائی مگر کیا ہو سکتا تھا مٹکی مین اُسکو دبا دیا
اور چکّی پیسنے مین مصروف ہوئی رات کو جب لوگ سو گئے تھے پالی کے شوہر سے یہ حال کہا تو اُسنے
حیرت کرکے لاش اُسجگہ جہان سے برآمد ہوئی رکھدیا تھا پالی کے شوہر اپنے گانؤن مین لمبے
ہوگئے تھے اور وہان سے پکڑ آئے مگر وہ صریح منکر تھے پولیس کو کوئی وجہ ثبوت پالی کے شوہر کی
ماخوذی کی نہ ملی اسواسطے اُنکو جہان کا تہان چھوڑا کنکالی اور پالی کو عدالت مین واسطے تجویز جرم قتل کے
حاضر کیا۔ عدالت کے حاکم کے روبرو پالی مُنکر ہوئی اور کنکالی نے اسی طرح جیسا پولیس مین اقرار کیا تھا
حاکم کے سامنے بھی اقبال کیا مگر حاکم صاحب نے پالی کو بھی اس ثبوت پر کہ اُسی کی
نشان دہی سے لاش برآمد ہوئی تھی اور اُسی نے متعدد گواہون کی موجودگی مین
لاش کا پتہ دیا تھا مجرم ٹھہرایا لیکن اُنسے جو بڑے حاکم تھے اُنھون نے پالی کو بیگناہ
سمجھا اور کنکالی کے واسطے پھانسی کا فتوے صادر کیا۔ اب حضور غور فرماوین کہ
جو سچّا واقعہ تھا اُسکا کیا حال ہوا۔ کیا حضور کو کنکالی کے مُجرم ہونے مین کچھ شک ہو سکتا ہے
کیا کنکالی سے بڑھکر کوئی اور سفّاک ہو سکتا ہے خداوند مین نے تو زیور کے لالچ سے
خون کیا تھا اور مین بھوکا ٹھاکر تھا اور کنکالی تو بڑھیا پھوس تھی اور اُسکو نہ
بچّے کا زیور لینا تھا نہ کوئی اور عداوت تھی صرف دوسرے کو غمگین کرنے کے لیے
اُسنے پیارے بچّے کو مار ڈالا اور بچّے کے گھر بھر کو رُلایا خداوندا بتو غم کا دل میرے دل پر
بھی اُمنڈ آیا اور رات بھی ہوگئی حکم ہو تو باقی حال کل عرض کرونگا۔

چونکہ وہ بچہ اکثر کنکالی کے یہان جاتا اور کھیلا کرتا تھا اور کنکالی کو دادی کہتا تھا
کھیر کھاکے اور پیالی ہاتھ مین لے کر کنکالی کے گھر گیا ادھر اسکی مان آٹا پیسنے مین
مصروف ہوئی اُدھر اپنے گھر مین کنکالی اور پالی بھی دونون آٹا پیس رہی تھین
جب دیر تک بچہ گھر آیا تو اُسکی مان نے اپنے ہی مکان سے کنکالی سے پوچھا کہ
مُنوان ہی تو کنکالی نے جواب دیا کہ ہان کھیل تو رہا ہی یہ سنکر منوان کی مان باطمینان
اپنے کام مین مصروف ہوئی مگر جب بہت دن آیا اور مکر مُنوان کی مان نے پکارا
تو کنکالی نے کہا کہ منوان تو دیر ہوئی یہانسے چلا گیا اُسوقت مُنوان کی تلاش ہوئی
اور شام تک منوان نہ ملا چوکیدار کو خبر ہوئی اور تھانے پر رپورٹ ہوئی صبح ہوتے ہی
تھانہ دار نے آکر تحقیقات شروع کی اور جیسا اُنکا دستور ہی محلہ بھر کو جمع کیا اور ہر ایک پر
تازیانہ شبہہ کا جمایا مگر زیادہ تر بدگمانی کنکالی اور پالی پر تھی اسواسطے تھانہ دار نے
پالی کو جو نوجوان تھی علیحدہ لیجاکر دھمکایا تو اُسنے کہا کہ منوان تو دکھی کے گھر مین ہی
اور بیل باندھنے کے مکان مین جو ناند اوندھی رکھی ہی اُسکے نیچے بند ہی چنانچہ افسر پولیس نے
اُس پتے پر جو لاش تلاش کی تو وہ مل گئی تب علانیہ تھانہ دار نے پالی کو ڈانٹا کہ
تجھکو کیونکر معلوم ہوا کہ منوان کو اُسکی مان نے مارا ہی اور ناند تلے دبا دیا ہی پالی
ناچار ہوکر حقیقت حال بیان کی کہ منوان کو مین نے اور میری مان کنکالی نے
مار ڈالا ہی اور اُسکی لاش اپنے گھر کی ٹٹی مین رکھدی تھی اور جب رات ہوئی تو
میرا شوہر لاش کو دکھی کے گھر مین ناند کے نیچے رکھ آیا تلاش سے پالی کا شوہر نہ ملا
مگر کنکالی نے پالی کی صداقت کی اور اقرار کرکے وجہ قتل کی یہ بیان کی کہ جب
منوان آیا اور خوش فعلیان کرنے لگا تو مجھے پروگی یاد آیا اور اُسکے غم مین مین

نہ آئی اور جسکی خواہش تھی وہ نہ ملی اور مال حرام بھی ہو چکا تو مجھکو پھر فکر ہوئی
کہ کہین سے پھر کوئی غنیمت حاصل کرون کیا خداوند حضور کو میری قساوت پر
حیرت ہی حقیقت مین مجھسے وہ بیرحمی ہوئی ہی کہ خود اپنے کو آپ درندہ جانور سے
بدتر جانتا ہون کیونکہ جسطرح وہ اپنے پیٹ بھرنے کو دوسرے کی جان لیتے ہین
اُسی طرح میری بھی حرکت ہوئی مگر مین حضور کے رفع تعجب کے لیے اور ایک شنید
واقعہ عرض کرتا ہون کہ جسنے درندہ سے بڑھکر ستم ڈھایا خداوند میرے پڑوس
ایک بڑھیا رہتی تھی اور اُسکی ایک لڑکی تھی اور اُس دختر کا ایک لڑکا تھا بڑھیا
کی دختر ایک گانؤن مین بیاہی تھی مگر بڑھیا اُسکو اپنے ساتھ ہی رکھا کرتی تھی
اور اُس بڑھیا کی ایک رشتہ دار کے ایک چھوٹا سا بچہ تین برس کا تھا بڑھیا کا نام
کنکالی اور اُسکی دختر کا نام پالی اور نواسہ کا نام پروگی اور پڑوسی کا نام دکھی تھا
ایک روز پروگی جسکی عمر آٹھ دس برس کی تھی بازار مین دکھی کے ساتھ جاتا تھا
ناگہان ایکطرف سے ایک سانڈ دوڑا اور بازار کے چلنے والے منتشر ہوے اور
پروگی کے دھکا لگا اور وہ گر پڑا کسی قدر چوٹ اُسکے آئی دکھی نے اُسکو اُٹھا لیا
اور گھر پہونچایا چوٹ شدید نتھی مگر پروگی کو اتفاق سے کوئی اور عارضہ بھی ہوا
اور وہ دو اڑھائی مہینے کے بعد مر گیا اُسوقت دکھی کا لڑکا صرف ایک برس کا تھا
مرنے سے کنکالی کو نہایت ہی درجہ غم ہوا اور دکھی اور اُسکی جورو سب شریک
ماتم رہے پروگی کے مرنے کے دو برس بعد کنکالی نے کھیر پکائی اور ایک پیالی مین
دکھی کے لڑکے کے واسطے نہایت پیار سے لیگئی مگر رات زیادہ گئی تھی اور وہ لڑکا
سو گیا تھا اسواسطے وہ کھیر اُسکی مان نے رکھ چھوڑی اور صبح کو اُس بچہ کو دی

اسوقت تمام تر حاکم صاحب کا خیال اسپر رجوع ہوا کہ ہرگاہ کہ عورت بیوہ حاملہ تھی اور اُسکے وارثون کو خبر ہوگئی تھی اسلیے تیر تھ کے بہانے سے یہان لے آئے اور بدنامی رفع کرنے کو خود مار ڈالا ہو ورنہ ممکن کیا تھا کہ ایسے شارع عام پر واردات ہوتی اور پولیس کو مکرر تحقیقات کرنے کا حکم دیا مین بھی نتیجہ دیکھنے کے شوق مین برابر مصروف رہا پولیس نے جو حاکم کا یہ منشا پایا تو پھر اُنکی پانچون اُنگلی گھی مین تھین عرض نہین کرسکتا کہ جن بیچارون کی پیاری ماری گئی تھی اُنپر کیا کیا سختی ہوئی ہرچند وہ چلاتے تھے کہ اُنکے فرشتون کو بھی خبر نتھی کہ مقتولہ حاملہ تھی مگر سنتا کون تھا ادھر تو مقتولہ کے وارث مبتلاے آزار تھے اُدھر وہ دو جوان گرفتار تھے خداوند نعمت آج تو بہت ہی اندھیرا ہوگیا حکم ہو تو بقیہ حال کل عرض کرونگا۔

چھتیسوین روز کی عدالت

خداوند اہل پولیس اُس مقتولہ کے وطن کو بھی گئے اور بہت سر مارا اور اس دوڑ دھوپ مین تین مہینے گذرے اور انجام کو کسی پر کوئی جرم عائد نہوا تب رہا ہوے اُس بیچاری مقتولہ کے وارث بھی اپنی جان چھوڑا کے بھاگے اب حضور میرا حال سنین کہ اسقدر شقاوت مین نے کی اور اتنا بڑا گناہ مین نے لیا مگر جبکہ زیور کو مین نے کھودا اور دیکھا تو زیور کچھ بہت قیمتی نتھا کپڑے اور اسی قسم کا زیور سب پولا تھا بہرکیف مین نے رفتہ رفتہ دیہات مین جاجا کر اُس زیور کو گلوایا اور فروخت کیا اور اسی شہر مین رہنا اختیار کیا جبتک وہ مال حرام میرے پاس رہا محنت و جفاکشی کے کام مجھسے کیونکر ہوسکتے مین برابر متلاشی تھا کہ کوئی اچھی نوکری ملجائے یا پولیس مین بھرتی ہوجاؤن مگر بوجہ حرامخوری کی چسکے کے مجھے کوئی نوکری پسند

تشریف لائے اور اُنھون نے ہمارے سوا ہے اور دیہاتیون کو بھی جمع کیا اور ہمتیون کو
بد معاش قرار دیکر ماخوذ کیا ہم لوگ پڑوسی تھے ہمپر تو افسر پولیس کا کچھ شبہہ نتھا مگر
بیچارے بیگناہون پر وار و گیر تھی کسی کا گھر ڈھونڈھا جاتا تھا کبھی اُس متعلقہ کے ہمراہیون
تھانہ دار کی آنکھین نیلی پیلی ہوتی تھین کبھی بیوجہ عورتین دھمکائی جاتی تھین
غرضکہ تلاش و تجسس مجرم مین شام ہوگئی اور اُس رات کو مین بھی وہین مقیم رہا
صبح کو پھر پولیس نے اپنی من مانی تحقیقات شروع کی نہ تو زیور کا پتہ لگا نہ چھری
پہچانی گئی کہ کسکی تھی یہ تو کرتوت اس پولیس کے ہین اور اُسپر شیخی کہ واردات
ہونے ہی نہین پاتی اب حضور سنین کہ جب اصل حال اور مجرم واقعی کی ہمرسانی مین
عاجز آئے تو کہین کسی کے کپڑے پر خون کے داغ کسی بد معاش کے گھر سے غیر حاضری
کے متلاشی ہوے اور دونون جملون کو جو کسی قدر مصرف مشہور تھے اور محنت مشقت
نہ کرتے تھے اور ظاہری وجہ معاش نرکھتے تھے اور اُنکے کپڑون مین سُرخی کے داغ بھی
تھے پولیس والون نے پھانسا اور دو تین گواہ بھی جو اُن نوجوانون کی بعض حرکات
سے تنگ تھے اور چاہتے تھے کہ وہ قید ہو جائین مستعد ہوگئے اور اُنھون نے چھری
بھی اُن بیچاون کی قرار دیدی اور چوکیدارون نے بھی کہدیا کہ شب واردات کو
جب ہمنے آواز دی تو یہ دونون اپنے گھرون مین تھے اس گواہی پر پولیس والون نے
مقدمہ تیار کیا اور عدالت مین لیکر حاضر ہوے چونکہ مین عدالت کی حاضری کا
مشتاق ہوگیا تھا مین بھی عدالت مین چلا گیا کہ تماشا دیکھون تیسرے روز حاکم عدالت
کے حضور مین روبکاری ہوئی اب حضور نیا تماشا ہو کہ جراحی فن کے عالم نے اظہار
دیا کہ وہ عورت حاملہ تھی اور حاکم عدالت نے تحقیقات سے یہ پایا کہ وہ عورت بیوہ تھی

اپنی چھری اُسکے دل پر ماری اور اُسکو تڑپنے کی بھی مہلت ندی اور فوراً اُسکی ناک سے
نتھ کھینچ لی اور سارا زیور جو ڈھیلا تھا اُتار لیا جس زیور کے اُترنے مین ذرا سی تاخیر ہوئی
نظر آئی اُس عضو کو چھری سے کاٹ لیا گلے کا زیور جب اُتارنے لگا تو اُسکی چھاتیون
مین ایک پوٹلی سی نظر آئی مین نے بیدھڑک اُسکی انگیا کھولی اور اُسمین ایک
بٹوا ملا پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ اُسکی کمر مین بھی کچھ ہوگا فوراً کمر بھی ٹٹولی لیکن کچھ نملا اور
نہایت جلدی کرکے وہ سارا زیور تھوڑے فاصلے پر ایک گڈھے مین ڈالکر مٹی سے
مضبوط بند کیا اور چھری کو لاش کے پاس ڈالدیا عجب اتفاق ہوا کہ اُسکے ہمراہیون مین
سے کسی نے سانس نہین لی اور مین دلجمعی سے اپنے بستر پر لیٹ کے آیا حضور مین نے
بخوبی اپنا انتظام کر لیا تھا اور اسقدر اوسان مجھ مین تھے کہ خون کا چھینٹا میرے
بدن پر نہین آیا تھا اور تلوار اور کپڑے تو مین اپنے بستر ہی پر چھوڑ گیا تھا اور
چھری اُسی موقع قتل پر ڈالدی تھی اور وہ چھری کسی نے میرے پاس دیکھی نتھی
کہ کوئی یاد کرتا غرضکہ مین بے کھٹکے اپنے بستر پر لیٹ رہا یہانتک کہ قافلہ جاگا اور چلنے
کی تیاری ہوئی عورتین بھی چونکین اور اُسوقت مظلومہ ستم رسیدہ کی تلاش ہوئی
اور پکار ہونے لگی وہ تو مُردہ پڑی تھی جواب کون دیتا سارا قافلہ رُک گیا مین بھی
جاگا میرے ساتھی بھی اُٹھے اور اِدھر اُدھر عورت کے ڈھونڈھنے کو اُسکے ساتھی نکلے
آخرش اُسکو مُردہ پاکر شور ہوا کوئی روتا تھا کوئی چلاتا تھا عورتون مین کہرام
مچا تھا مین اور میرے ساتھی بھی رُک گئے اور سب ملکر اُن بیچارون کی ہمدردی مین
مصروف ہوے مین اور میرے ہمراہی اجنبی وار استفسار حال کرتے تھے آخرش
چوکیدار کو خبر ہوئی سب کے سب اہل قافلہ اور ہم لوگ بھی حکماً روکے گئے افسر پولیس

اسطرح اُٹھا لیگیا جسطرح چوہے کو بلی یا بکری کو بھیڑیا اُٹھا لیجاتا ہی حضور مین نہین کہہ سکتا کہ کس درجے کی پھُرتی اُسوقت میرے بدن مین تھی اور کس حد کی دلیری ڈھٹائی سما گئی تھی نہ کچھ دل مین ترس تھا نہ خوف پر مشیر کا تھا نہ حاکم کا ڈر تھا چونکہ برابر مجھکو سات برس اپنے مقدمے کی پیروی کے لیے عدالت مین رہنا پڑا تھا اور بہت سے چورون ڈاکوون رہزنون قاتلون کو ماخوذ اور اُنکے جج ابدہی دیکھا کیا تھا اور اکثر گنہگارون کو رہائی پاتے دیکھا تھا اور بعد رہائی اُنھین سے سنا تھا کہ درحقیقت وہ مجرم تھے اور نلوہ بچ گئے اور سچ کا جھوٹ ہو گیا اسواسطے نڈر ہو گیا تھا اور مین بھی اپنے کو اُنھین مین شمار کرتا تھا کہ اگر پھنسجاؤنگا تو اپنی رہائی کی راہ نکالونگا ورنہ بہت مشکل تھا کہ ایسی قریب جگہ سے کہ جہان سارا قافلہ موجود تھا اور اندک خل پر بہتیرے پکڑنے والے دوڑ سکتے تھے مین ایسے جرم شدید کرنے کا اقدام کرتا خداوندا وہ بیچاری عورت ایسی سہم گئی کہ اُسکی آواز بھی نہ نکلی اور یہ بھی میری خوبی تقدیر کی تھی اور مین اُسکو دُور تک بے کھٹکے لیگیا اور تب مین نے اُسکے مُنہ مین کپڑا بھر دیا اور ناک کو اُسکے دبایا اسوقت تو حضور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہین اور اُسکی صورت میری نگاہ مین پھر رہی ہی ہائے ہائے وہ نوجوانی اور حسن خداداد بھولی صورت گورا بدن اور اسپر بے بسی اور میری سختی نہ معلوم وہ مجھے کیا سمجھی ہو گی حضور اسوقت تو میرا دل بھر بھر آتا ہی اور کچھ کہا نہین جاتا اور رات بھی ہو گئی ہی حکم ہو تو بقیہ حال کل عرض کرونگا۔

پینتیسوین روز کی عدالت

حضور کیا اپنی کمبختی کا حال عرض کرون کہ مجھکو ذرا بھی رحم نہ آیا اور مین نے فوراً

اور مَن مین یہ ٹھان کے مین بھی اُس قافلے کے ساتھ ہو گیا اور رات کو جہان وہ قافلہ مقیم ہوا مین بھی ٹھہرا مگر میری دال کسی طرح اُس رات نہ گلی۔ خداوند ابتورات ہو گئی اگر حکم ہو تو اپنا حال کل عرض کرنے پر ملتوی کرون۔

چونتیسوین روز

ہان حضور دوسرے روز مین اُسی قافلے کے ساتھ پھر چلا اور جہان اُنھون نے رات کو مقام کیا مین بھی مقیم ہوا جس گاڑی مین وہ عورتین جنکا مین نے مذکور کیا ٹھہری ہوئی تھین مین اُنکے مقابلے مین پورب طرف ایک درخت کے نیچے مع اور چار اپنے ہم صورت کے سُویا جاڑے کے دن تھے ہر ایک رزائی اور کملی سے مُنھ چھپائے سوتے تھے اور ونکو تو کوئی جاگنے کی وجہ نتھی اور میری آنکھون مین چوری کے دھیان سے نیند کہان تھی میری بدنیتی نے آخر اثر کیا اور اُن عورتون مین سے ایک کے معدے مین ایسا کچھ فساد ہوا کہ وہ رفع حاجت کو اُٹھی اور اپنے ہمراہی مردون کو جگایا اور دوسری عورت کو ساتھ لیکر وہ تھوڑے فاصلے پر حاجت رفع کرنے کو گئی پر جیسے ہی وہ آئی تو چند ساعت نہ گذری تھی کہ وہ پھر مجبور ہوئی اُوسی طرح دو مرتبہ اور اتفاق ہوا اور مین سمجھا کہ اُس بیچاری کو اسہال ہو گیا ہی مگر پھر جو دست آنے مین تاخیر ہوئی تو عورت مرد سب سو گئے۔ اور پھر پانچوین مرتبہ جو اُس نیکبخت کو خلش ہوئی تو مین سمجھتا ہون کہ اُسنے اپنے ساتھیون کی تکلیف گوارا نہ کی اور تنہا اُٹھی اور ارہر کے اُسی کھیت مین جہان وہ پہلے گئی تھی چلی مین تو اُسی کا منتظر تھا مین بھی چھری لیکر اُٹھا اور جیسے ہی وہ بیچاری رفع حاجت کے لیے بیٹھی مین جا پہنچا میری صورت دیکھتے ہی وہ ڈر کے اُچھل پڑی اور گھگھی بندھ گئی اور مین اُسکو

پالا پڑا اُنھون نے جھوٹ کے سچ اور سچ کے جھوٹ بنانے کے طلسم مین مجھے ایسا
ڈالا کہ مین چوندھیا گیا اور گھر مین جو جائداد تھی چراغی مین کچھ اُنکو اور کچھ عدالت
کو چڑھائی اور مرافعہ اولے سے مرافعہ ثانیہ تک دوڑتا پھرا کیا کہون کہ کسکی کسکی
خوشامد کی کتنا نقد اور کس قیمت کی جائداد برباد کی کب کی گھر گرستی سب آئی گئی
ہوئی تب مین نے اُسی حصّے پر قرض لیا اور یہانتک مین نے واویلا کیا کہ میرے
چچیرے بھائیون نے بھی کچھ اُٹھا نہ رکھا۔ جھوٹے گواہ جھوٹی دستاویزین بنائین اور
عدالتون مین بھی بیدریغ خرچ کیا انجام کو مین نے بڑی عدالت مین اپنا سر
ڈالا اور بڑی چھان بنان کے بعد میری داد رسی ہوئی مگر میرے پلّے کیا پڑا جو
حصّہ ملا وہ مہاجنون نے لیا عدالت نے جو خرچہ دلایا وہ میرے خرچے کا سوطھوان
حصہ بھی نتھا اور وہ بھی کہان سے ملتا کیونکہ میرے چچیرے بھائی بھی تو گھر پھونک
تماشا دیکھنے والے ہو گئے تھے آخر سن جیت کا سجل مین نے شہد لگا کر چاٹ لیا اور گھر بار
تو باقی ہی نتھا پُرکھون کا جنم بھر سنچ کر اس شہر مین آیا جہان کہ یہ بڑے بڑے کلّے ٹھلّے
والے فوجدار اور کوتوال کھڑے ہین اور بڑی بڑائیان اپنی خوش انتظامی کی
بگھار رہے ہین۔ خداوند مین اُس شہر سے تین منزل پر تھا کہ ایک قافلہ راستے پر
نظر آیا اور اُس قافلے مین ایک گاڑی پر سوار کئی عورتین نظر آئین وہ سب
زیور سے لدی ہوئی تھین خداوند مین تو محتاج تھا اور جنم بھر ٹھکرئی کی تھی
ذات کا چھتری اور آپنے چھتری کو نہ دیکھا ہوگا گھاس چھیلتے یا لکڑی بیچتے
اُن عورتون کو دیکھتے ہی میری رال ٹپک پڑی کہ انمین سے کسی ایک کا زیور
مجھے ملجائے تو شہر مین ٹھہرنے اور سپاہیون کی نوکری ڈھونڈھنے کا ادھار ہو جائیگا

سنسان آباد مین میرے دوست ملے اور اُنسے سنا کہ چندر کنور اُنکے ساتھ ہی مگر اُنسے مانوس نہین ہوئی ہی بعد اُسکے مین اُنسے جُدا ہوا معلوم نہین کہ کیا ہوا چندر وزمین اُس چوری کے مال کو بھی مین نے ٹھکانے لگایا اور جیسا حضور دیکھتے ہین ایسا ہی ہو گیا۔ حضور زیور کا چھننا عورتون کے لیے ایک ایسا دشمن ہی کہ اُنکی عزت آبرو ہی نہین ڈبوتا ہی بلکہ جان بھی لیتا ہی۔ غرضکہ مین بڑا روسیاہ ہون۔

حضور اب میری سزا مین ذرا بھی تردد نفرمائین مگر ساتھ ہی اُسکے یہ بھی عرض ہی کہ ان پولیس والون پر حضور کبھی بھروسہ نکرین یہ بیگناہ کو گنہگار اور گنہگار کو بے گناہ قرار دینے مین نہایت ہی مشّاق ہین کبھی جمعدار صاحب اگر اپنے اہل پیشہ کے افعال اور زبونی کردار کے سُننے کے آپ مشتاق ہون اور حضور کو بھی گران نگذرے تو جو جو حرکات اُنھون نے ارمانی لال اور ہین داس کے معاملے مین کیے اور جنکے سانپ بنائے مفصل کہنے شروع کرون لیکن حضور کو شاید فرصت نہو اور آپ تو اپنے اور اپنے بھائی بندون کے کردار پر مطلع ہونگے ہنوز یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک اور اُس مجمع مین چلّایا کہ مین بھی دُکھی ہون مین بھی دُکھی ہون اور جبتک مین اپنا پاپ نہ کہون میرا من سمادھان نہوگا ہتیارن کی تین دفعہ اشنان کی مگر معلوم نہین ہوتا کہ میری ہتیا کٹی ہو۔ مفتی صاحب اُدھر متوجہ ہوے تو اُسنے یون بیان کرنا شروع کیا۔ خداوند مین سات برس ہوے کہ اپنے گانون کے چھوڑنے پر اسوجہ سے مجبور ہوا کہ میرے چچا کے لڑکون نے مجھپر زبردستی کرکے حصۂ زمینداری سے مجھے بیدخل کیا ہر چند بھائی بندون کو مین نے جمع کیا اور پنچایت کرائی اُنکے سمجھانے سے اُنھون نے نہ مانا اور ناچار ہو کر عدالت مین آنا پڑا عدالتی صلاح کارون سے

دستگاہ تحقیق کیسی بڑھی ہوئی ہو دیکھا نہ ہین داس چندر کنور کو لے اُڑا اس
کرم پھوٹی کے مجرم ہونے مین کوئی شبہہ نہین ہو خیر دیکھا جائیگا تھانہ دار جمعدار
دیکھو ڈھونڈو کسی نے ضرور شام کو ہین داس کو دیکھا ہوگا۔
خداوند کہانتک عرض کرون کہ پولیس نے کیا کیا کیا کبھی تو مجھے اُس کرم پھوٹی پر
ترس آتا تھا کبھی پولیس پر غصہ مگر مین کیا کہہ سکتا تھا مجرم تو ہین اور پکڑ بجاے
کرم پھوٹی غرض شام تک جمعدار و تھانہ دار نے سب سامان اکٹھا کیا اور چھ سات
گواہ تیار ہوگئے کہ اُنھین سے بعض ایسے تھے جنھون نے شام تک ہین داس کا
دیکھنا بیان کیا دو عورتین ایسی بھی گواہ ہوئین کہ اُنھون نے ہین داس کے
ساتھ چندر کنور کو جاتے دیکھا تھا تین عورتین گواہ تھین کہ چندر کنور کے حرام کا
حمل تھا اِس لپیٹ مین ارمانی لال بھی دھمکائے گئے کہ اُنھون نے رفع بدنامی
کے لیے کہین چندر کنور کو عمداً چھپایا ہو اور پولیس کو جھوٹی خبر دی غرضکہ
جمعدار صاحب اور تھانہ دار صاحب کے گھر اشرفیان پہونچین تب اُنکی جان چھوٹی
مگر کرم پھوٹی کا پیچھا نچھوٹا اور وہ حوالات مین رہین اور بانتظار حاضری ہین داس
کو توالی چبوترے پر پہونچائی گئین تیسرے دن ہین داس حاضر ہوا اور اُسنے
اپنی بیگناہی ہر طرح ثابت کی مگر الزام قائم کیا گیا اور عدالت مین چالان ہوا
وکیلون کی بن آئی انجام کو بہت خرچ کرکے ہین داس بری ہوا ارمانی لال کی
لڑکی کی لڑکی گئی اور پولیس اور وکیلون کے گھر اُنکی دولت بھی پہونچی تب
اُنکی جان بچی اور بھاوج اور بھتیجے کی رہائی ہوئی ہین نے جو زیور چندر کنور کا
گاڑ رکھا تھا اُسکو کھودا اور اُس پر اشوب شہر سے راستہ لیا تیسرے مہینے مجھکو

اُن عورتون کے حمایتیون کو ڈراتا تھا اور سبکو چور ٹھہراتا تھا اور ممکن نتھا کہ
بدون نذر معقول لیے ہوے ڈولی پر چڑھنے کی اجازت دیتا اور جمعدار اور تھانہ دار
اور افسر اعلےٰ کی بن آئی تھی کبھی اُس مکان مین جہان شادی کی مجلس تھی
افسر صاحب جاتے تھے کبھی افسر خاندان کو ڈانٹتے تھے کبھی نوشتہ کا خون خشک
کرتے تھے کبھی اُن بے گناہ عورتون سے جو اُس مجمع مین تھین اینڈے بینڈے
سوالات کرتے تھے آخر کو صرف یہانتک جو سچ تھا کھلا۔ کہ دفعتہً لالہ ارمانی لال کے
ہیضہ ہونے کا غل مچگیا تھا اور کرم بھوٹی ضعیفہ اور چندر کنور مفقودہ سراسیمہ
نکل کھڑی ہوئی تھین مگر افسر پولیس صاحب کی تشفی نہوئی اور سب پر الزام لگایا
کہ جھوٹی ہین اگر سچی ہوتین تو جسنے خبر پہونچائی تھی اُسکا نشان دے سکتین اور
ارمانی لال کو بُلایا۔ بتلاؤ کہ سروپا کب سے بیوہ ہی اور اُسکا بیٹا کہان ہی۔

ارمانی لال۔ کرم بھوٹی پندرہ برس سے بیوہ ہی اور کل اُسکا بیٹا ہین داس
جو میرا بھتیجا ہی میرے ایما سے بڑے گانوُن کی بازار کو گیا ہی۔

افسر پولیس۔ کس کام کے واسطے ہین داس کو بھیجا ہی۔

ارمانی لال۔ امراؤ چودھری سے قرضے کا تمسک لکھانے گیا ہی۔

افسر پولیس نے ایک سوار کو حکم دیا کہ ابھی ابھی جاؤ اور اُسکو لاؤ چنانچہ سوار
روانہ ہوا اور اتفاق سے اُسوقت امراؤ چودھری کا آدمی آیا اور اُسنے ارمانی لال
سے کہا کہ امراؤ چودھری کو کل دن بھر انتظار مین گذرا کہ روپیہ آوے تو تمسک
لکھدین مگر تمنے روپیہ نہین بھیجا۔ یہ افسر پولیس صاحب نے خود بھی سُنا اور اُس
آدمی کو بُلا کر پوچھ پانچھ کی اور اُچھل پڑے کہ کیون ہم کیسا سمجھے ہین اور ہماری

پوچھا تھا۔

افسر پولیس۔ بیوقوف تم کیا جانے بدذات عورت کیا کرتی ہی یہ لوگ بڑا بدمعاش ہوتا ہی ضرور اسنے سازش کی ہی اسکو ضرور حوالات ہوگا۔

ارمانی لال۔ حضور میرے ہماری لڑکی کھوئی گئی اور اب میری عزت اسکے حوالات ہونے سے جاتی رہیگی۔

افسر پولیس۔ تم چپ رہے۔ کوئی ہی۔ اسکو ہٹا دو۔ غرضکہ ارمانی لال تو ہٹا دیے گئے بڑھیا حوالات مین ہوئی اور حکم ہوا کہ جو عورتین شادی کے گھر مین جمع تھین سب حاضر کیجائین۔ یہ سنتے ہی مثل بھڑون کے چھتے سے سرہنگ پولیس جو اسی وقت کے منتظر رہتے ہین اُڑے اور سارے شہر مین پھیل گئے اور ڈولیون عورتون کو چارون طرف شہر سے جمع کرکے لانا شروع کیا افسر پولیس تھانہ دار جمعدار نہایت غضبناک ٹہل رہے تھے کبھی چپکے چپکے باتین کرتے تھے اور ارمانی لال چپکے ایکطرف اور وہ بڑھیا بیگناہ ایکطرف سپاہیون کے پہرے مین بیٹھی ہوئی تھی اور مین بھی افسر پولیس صاحب کے قریب کھڑا ہوا یہ دیکھ رہا تھا اور اپنے کیے پر متاسف تھا۔ خداوندا اب تو رات ہوگئی بقیہ حال اگر اجازت ہو تو کل عرض کرونگا۔

تینتیسوین روز کی عدالت

خداوندہ وہ دن پولیس کے واسطے نہایت ہی مبارک تھا کوئی پولیس کا ایسا ہی کمبخت سپاہی ہوگا جسنے روپیون سے اپنی جیب نہ بھری ہو جب عورت شریک شادی کے بلانے کو جاتا تھا وہ طرح طرح کی خوفناک حرکات سے

مین یہ سمجھی کہ لڑکی گھر ہو نچگئی ہو گی لیکن گھر مین آکر سنا کہ جو کچھ ہمنے سنا تھا کہ میرے جیٹھ کو ہیضہ ہوا جھوٹ تھا اور لڑکی غائب ہی تو تلاطم ہوا مین نہین جانتی کہ لڑکی کہان گئی یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ تھانہ دار کے افسر بالا دست بھی آپہونچے اُنھون نے بھی یہ تقریر سنی اور ضعیفہ سے کہا کہ تمنے کس سے سنا تھا کہ ہیضہ کی بیماری لڑکی کے باپ کو ہو گئی ہی جو گھبرا کے نکل کھڑی ہو ئین۔

ضعیفہ۔ مین نے شادی کے گھر مین کسی کو کہتے سنا نام نہین جانتی۔

افسر پولیس۔ کس مکان مین سنا اور وہان کون کون عورتین تھین۔

ضعیفہ۔ حضور وہان بہت سی عورتین تھین شادی کا تو گھر تھا کس کسکا نام لون

افسر پولیس۔ ضرور نام لینا پڑیگا۔

ضعیفہ۔ بہت اچھا سنتے جایئے۔ یہ نام جسقدر مین نے لیے مجھے یاد ہین۔

افسر پولیس۔ ان سب نے بیماری کا حال سُنا اور تمکو اُن سبھون نے گھر سے نکلتے دیکھا۔

ضعیفہ۔ یہ مین نہین کہہ سکتی کہ سب نے سنا اور ہمکو اُنھون نے اُٹھتے اور مجمع سے نکلتے ہوے دیکھا مگر غالبًا سبھون نے سُنا اور دیکھا ہو گا۔

افسر پولیس اور تھانہ دار مین سرگوشی ہو ئی اور افسر پولیس نے سرہنگون سے کہا کہ یہ عورت دغاباز معلوم ہوتی ہی اسی کی عیاری سے چھوکری گم ہو ئی ہی اسکو حوالات مین رکھو اُرمانی لال بڑھا اور بولا کہ صاحب یہ تو میری بھاوج اور میری لڑکی کی جو کھو گئی ہی چچی ہی یہ کیونکر لڑکی کو گم کریگی میرا اسپر کچھ شبہہ نہین ہی جسوقت یہ غریب میرے گھر آئی بدحواس تھی اور فورًا لڑکی کو اُسنے

دوست گاڑی لیکر چلدیا اُدھر مین نے قرار پر فرار کو ترجیح دی اور اپنے گھر کا
راستہ لیا کہ مرغ سحر نے آواز دی وردی بجی پر چھا ہو گیا معلوم نہین کہ دوست نے
کیا اُس نیکبخت سے باتین بنائین اور کسطرح مکان مین چھوڑا مین تو اپنے
گھر آیا اور قریب دس بجے دن کے اُس دوست کے یہان گیا ویسے ہی وہ بھی
آیا اور اُسکو سمجھایا کہ آج ہی سواری سریع السیر پر سفر کرو اور اُس نیکبخت سے
کہو کہ تمھارا شہر تو یہانسے دور ہی مگر لاؤ تمکو پہونچا دون اور دوسرے شہر مین
لیجا کر پہونچاؤ اور وہان سمجھا بجھا کے اپنی راہ پر لاؤ مگر تین چار روز کے بعد اُس
شہر کو چھوڑنا اور اُسوقت سفر کرنا کہ اُس نیکبخت کی تلاش کا بگولا تمھم جاے اور
تمکو پاس پڑوسی ہمسایہ یہان دیکھ لین اور اب مجھسے ملنے کا دھیان نکرنا
غرضکہ جو فہمائش مناسب اور مشورہ مقتضاے مصلحت تھا اُنکو دیکر مین اُٹھا اور
اُس سڑک پر گیا جہان پر واردات واقع ہوئی تھی اور دیکھا کہ ہجوم خلق تھا
اور طرح بطرح کی باتین ہو رہی تھین اور تھانہ دار جمعدار سبھی جمع تھے اور
مصروف تحقیقات اور درپۂ انکشاف حال تھے وہ عورت جو مطلوبہ کے ساتھ تھی
اُسکے شوہر کی چچی تھی اور وہ یہ بھی کہتی تھی کہ جسوقت مطلوبہ نے اپنے باپ کی
بیماری کی خبر سنی اور میرے کان مین متوحش خبر پہونچی ہم دونون گھبرائے فوراً
سراسیمہ اُٹھے اور چونکہ ہمارا گھر دور تھا چلدیے مگر دفعتہً میری اور لڑکی کی نظر
ایک مہیب صورت پر پڑی اور مین نے جانا کہ کوئی چور ہی تو بھی ڈھٹائی کی
لیکن آخر کو معلوم ہوا کہ وہ پریت تھا اور اُچھل کر وہ ہم دونون کے بیچ مین آگیا
تو مین بیہوش ہو گئی جب ہوش آیا تو لڑکی نہ تھی اور مین منھ کے بل زمین پر پڑی تھی

ایسی بدنیت ہرگز نہ تھی مین جانتا تھا کہ میرا دوست اُس عورت کو لبھا کر پھسلا کر
اپنے دام محبت مین لاویگا مین یہ نہ جانتا تھا کہ وہ بھیڑیے کی طرح اُسکو دبوچ لیگا
بہرکیف جو ہونا تھا وہ ہوا مین نے نہایت غم و غصے سے کہا کہ اُس عورت کو
اُسکے حال مین چھوڑو اور گاڑی بڑھا کر آگے چلو اور تھوڑی دور چلکر پلٹو جبتک
مین اُسکے ہوش مین آنے کی تدبیر کرون جسوقت تم پلٹ آؤگے اُس عورت کو
ہوش مین پاؤگے اُسوقت مکاری سے پرسش حال کرنا اور تسلی اور دلاسا دیکر
اُس بہانے سے کہ اُسکے گھر پہونچانے کی تدبیر کرسکوگے گاڑی کے اندر بٹھال لینا
اور اُس مکان مین لیجاکر اُتارنا جو پہلے سے ٹھہرایا ہی اور اُسکی تسلی و تشفی کرکے
وہین چھوڑ دینا اور دروازہ مقفل کرکے اپنے گھر چلے آنا پھر اور تدبیرین بتلائی جائینگی
یہ سمجھا بجھاکے اُنکو تو آگے چلتا کیا اور مین نے اُس مصیبت زدہ کے ہوش مین
آنیکی تدبیر کی اور مخفی ہورہا تھوڑے ہی وقفے کے بعد وہ عورت ہوش مین آئی
اور مین ایک نشیب مین بیٹھا ہوا دیکھتا رہا کہ وہ اُٹھ کر بیٹھی اور اپنے آپ کو
جنگل مین دیکھ کر اور اپنے کپڑون کو سرکا ہوا اور غلاظت آلودہ پاکر متحیر ہوئی
اور زار زار رونے لگی کہ اُدھر سے وہ میرا دوست ظالم گاڑی پر سوار واپس آیا اور اُس
نیکبخت سے دوچار ہوا اور روتا ہوا دیکھ کر ٹھٹک گیا اور نہایت دلسوزی اور
ہمدردی سے مستفسر حال ہوا اور کمال بغرضی سے کہا کہ اے نیکبخت نہ رو تیری
خوش نصیبی تھی کہ مین ادھر اتفاقاً آگیا گاڑی کے اندر کوئی نہین ہی سوار
ہولے مین تیرے حال سے مطلع ہوکر تدبیر کرونگا اور تیرے بھیڑیون سے ملا دونگا
اُس نیکبخت نے پہلے پس و پیش کیا مگر آخر کار غنیمت جانکر سوار ہوئی اِدھر تو میرا

زمین پر گر پڑی اور وہ جوان عورت بھی بیہوش ہو گئی مگر مین نے اُسکو
فوراً اُٹھا لیا اور چادر مین دباکے بات کی بات مین گاڑی پر جو موجود تھی
جا چڑھا ہون کرنے کی دیر تھی اور گاڑی چل دی گاڑی کے ساتھ روشنی
لگی ہوئی تھی اور البیلا کوچوان تھا چوکیدار تھانہ دار دیکھتے ہی خود سرک جاتے
تھے غرضکہ ہم شہر کے باہر ہوے اوسوقت مین نے اُس بی بی کو دوا بیہوشی
کی سونگھائی تاکہ وہ ہوش مین نہ آنے پائے اور جب شہر کے باہر آ گئے تو
اُس عورت کو مین نے گاڑی سے نکالا اور اپنے دوست سے شناخت کراکے
مطمئن ہوا کہ اُنکی محبوبہ اور مطلوبہ ہی اب حضور سنین کہ مین نے اُسکا سارا
زیور ہر جگہ سے اُتار لیا حضور اب تو رات ہو گئی اگر اجازت ہو تو کل پھر عرض کرون

بتیسوین روز کی عدالت

خداوند نعمت زیور تو مین نے اُس نیک عورت کا اُتار لیا اور اُس
میرے حریص دوست نے شرم وحیا کو بالاے طاق رکھکر اُسی حالت مین کہ
وہ بیہوش از سر رفتہ تھی جو نکرنا تھا کیا مجھکو معائنہ اُس فعل شنیع و قبیح سے
سخت رنج ہوا اسواسطے مین گو اپنی واژونی بخت اور زبونی طالع سے
مال کا تو لالچی تھا اور اپنی بے عنوانی اخراجات سے پرائے مال لینے پر
مجبور ہوتا تھا مگر تو بھی ایسا سیہ کار اور بے حیا نہ تھا کہ کسی کے شیشۂ عفت کو
اپنے سنگ بیحیائی سے چکنا چور کرتا افسوس کہ مین نے اپنے ناشائستہ طریق سے
اور مال لینے کے لیے اتنا تو کیا کہ اُس نیک عورت کو لے بھاگا اور اُس قصور کا
بھی جسکا میرا حریص دوست مرتکب ہوا مین پکا معین ٹھہرا لیکن حضور میری

وہ اُس مقام پر گاڑی لاکر کھڑی کرین اور جس وقت وہ دیکھین کہ کوئی گاڑی کے اندر آیا اور اُسنے ہُون کیا بگ ٹٹ گاڑی اُس محلّے کی طرف جہان مکان کرایہ کیا ہی بھگا وین اور شہر کے باہر ہو جاوین - خداوند نعمت اب تو شام ہو گئی اگر اجازت ہو تو بقیہ حال کل عرض کرون —

اکتیسوین روز کی عدالت

خداوند نعمت اپنے دوست کو تو یہ مین نے سمجھا دیا اور خود مین غائب ہوا اور چوکیدارون کا لباس درست کیا تاکہ شہر مین جہان چاہون بے تکلف پھرون اور ایک چوکیدار کا نام بھی جو اُس محلّے مین تھا دریافت کر لیا تھا اور عین وقت پر کہ وہ بی بی شادی کے گھر خوشی مین شریک تھی اُسی نکڑ پر جو سڑک کے قریب تھا مین جا موجود ہوا اُس کٹنی نے بھی بڑی جرأت کی کہ دفعتہً وہ مکّارہ اُس شادی کے گھر کے دروازے پر پہونچکر ڈاڑھین مار مار روئی گھبرا کے لوگون نے پوچھا کہ کیا ہوا کیا ہوا تو اُسنے اُس بی بی کے باپ کا نام لے کر کہا کہ ابھی ابھی ہیضہ ہو گیا ہی اور بُرا حال ہی مین تو اُنھین کے پاس پھر جاتی ہون معًا یہ خبر گھر کے اندر مشتہر ہوئی اور وہ بدذات دوسری گلی سے غائب ہو گئی اور مین نے دیکھا کہ دو عورتین نہایت اضطراب مین میری جانب آتی ہین مین نے عجیب اپنی صورت بنائی تھی کہ مجھے دیکھتے ہی اُنکو وہم ہو جائے کہ بھوت کھڑا ہی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ دونون عورتین جدھر سے آتی تھین اُسی طرف موڑنے کو تھین کہ مین نے ہولناک آواز دی اُنکی گھگّی بندھ گئی اور مین نے بلا شناخت جوان عورت پر حملہ کیا دوسری عورت بیہوش ہو کر

جانے کا موقع ہوا ہو لیکن دفعتًا ایک روز مجھسے اُس مکارہ نے جو خبر رسانی
کے لیے مامور تھی بیان کیا کہ اُس بی بی کے گھر سے دو سو قدم پر اُسکے کسی
عزیز کے فرزند کا بیاہ ہو اور وہ بالضرور اُس تقریب مین شامل ہوگی یہ سنتے ہی
مین خوش ہوگیا اور مین نے نہایت خشک روئی سے جواب دیا کہ اپنے آقا کو
خبر کردے وہ تو چلی گئی مین نے اُن دوست کو بکوا بھیجا اور تنہائی مین اُنکو
مشورہ دیا کہ پہلے تو وہ ایک مکان دور کسی محلّے مین کرایہ لین اور قابض
ہون اور اُس مخبرہ کو مامور کرین کہ جب وہ بی بی تقریب شادی مین شامل ہو
تو ٹھیک ۱۲ بجے رات کو کسی حکمت سے اُس بی بی کے کان تک پہونچا دے کہ اُسکے
باپ کو ہیضہ ہوگیا اور سخت بیمار ہو بس آور اپنی پالکی گاڑی اُس مکان کے
قریب سڑک پر موجود رکھین اور خود اُسکے کوچوان بنین سائیس بھی ساتھ نہو
اور جبکہ وہ اِس مشورہ پر عمل کرنے کے لیے مستعد ہوے اور بطور خود تنہائی مین
اُنھون نے اُس کٹنی سے جو مین نے کہا تھا سنا یا اور اُسنے قبول کرلیا تو مین نے
اُس مکان کو جہان تقریب ہونے والی تھی جا کر دیکھا وہ مکان سڑک کے پچھم جانب تھا
اور ایک گلی مین ہو کر اُسکا راستہ تھا اور گلی مین ساٹھ ستّر قدم چل کر
دروازہ اُس مکان کا ملتا تھا اور سڑک کے پورب دوسری گلی تھی اور اُسمین
سو قدم چلکر اُس بی بی کا دروازہ ملتا تھا جب مین دیکھ بھال آیا اور میرے
دوست نے بہت دور ایک محلّے مین ایک بڑا مکان کرایہ بھی کرلیا اور وہ دن
بھی آگیا کہ جس رات کو عروس کا ورود مقرر تھا تب مین نے اُس مقام کو جہان
پالکی گاڑی موجود رکھنا ضرور تھا اپنے دوست کو دکھلا کر کہا کہ ٹھیک ۱۲ بجے

بیٹی تھی غرضکہ اُن میرے دوست نے ایکروز مجھے سارا قصہ سنایا اور جو جو فکرین اور تدبیرین وہ کرچکے تھے سب اُنھون نے مجھے سنائین اور اپنی مایوسی پر بہت روئے۔ خداوند آج تو رات بھی ہوگئی حضور کو بھی تکلیف ہی باقی اپنی فضیحتی کے لیے اگر اجازت پاؤن تو ملتوی کرون اور کل سناؤن۔

تیسوین روز کی عدالت

غریب پرور جب مین نے اپنے دوست سے سارا قصہ سنا تو گردن فکر مین نے خم کی اور تھوڑے ہی اندیشے مین اپنی کامیابی پر مین مطمئن ہوا اور بے دیکھے اور بے سنے مین نے کہہ بھی ڈالا کہ میرا ذمہ محبوبہ کو آپ سے ملا دونگا مگر بھئی جو زیور وہ گلبدن پہنے ہوگی وہ میرا ہوگا اُنھون نے بھی نہایت استعجا سے کہا کہ ہمکو زیور سے کیا کام ہم تو صرف اُس اندر کے اچھیرا کے گاہک ہین یہ سنکر مین نہایت خوش ہوا اور اُن عورتون مین سے جنکو میرے دوست نے اپنی محبوبہ کے ور غلانے کو مامور کیا تھا صرف ایک کو مین نے اپنے روبرو بلایا اور اُس سے یہ کہا کہ وہ صرف اسقدر فکر رکھے کہ جب کسی تقریب شادی مین وہ نیکبخت جانے کا قصد کرے تو مجھکو چپکے سے خبر کردے اور کچھ مین نے اُس سے کہا اسواسطے کہ راز جہان زبان سے نکلا اور مشتہر ہوا اور نہ اپنے دوست ہی سے کچھ کہا۔ خداوند نعمت جس شہر کا یہ مذکور ہی وہ بہت ہی بڑا شہر تھا اور شہر کی حفاظت کے واسطے اِن جمعدار صاحب ایسے بہت سے جمعدار تھے اور تھانہ دار اور کوتوال ڈانوان ڈول پھرا کرتے تھے اور اور اُن سب کے ایک ولی کھنگر تھے اور چوکیدارون کا تو شمار ہی نہ تھا۔ قصہ مختصر کئی مہینے گذر گئے اور کچھ نشان نہ ملا کہ کسی تقریب شادی مین اُس زہرہ جبین کے

اصطلاحون مین یہ نام بیان کیا تھا اور اُن اصطلاحون سے نام بنانا میرا ہی
کام تھا حضور جانتے ہین کہ ہندو عورتین اپنے شوہر کا نام نہین لیتی ہین جس
ترکیب سے اُسنے نام بتلایا اُسکی شرح بھی ضرور معلوم ہوتی ہی اُسنے کہا کہ چین و
آرام سے میرے شوہر کے نام کا ابتدائی لفظ بنتا ہی اور جسطرح رانا اور راجہ کا خطاب
ہوتا ہی اُسطرح اُسکے نام کا دوسرا لفظ ہی اور پھر ہاتھی کا نام شامل ہی اور
اُسکے بعد شوہر کو جو ہندی مین کہتے ہین ویسا ہی آخر کا لفظ ہی مین نے بعد غور کے
نام پورا نکالا اور وہ ساکن موتی نگر قریب شہر مونگا پور مُلک سورت تھا
اب خداوند نعمت دوسرا قصہ سنیے کہ وہ تو میرے خسر اُن اونکال کا عبرت انگیز
واقعہ ہی اور اُسمین بہت سے بندگان خدا کا گنہگار ہون اور یہ جمعدار
جو یہان دون کی لیتے تھے اُنکے ساتھیون کا بھی چٹھا سناتا ہون حضور میرے
ایک دوست نے ایک نوجوان ماہرو کو جسکا سن پندرہ سال سے زائد نہ تھا اور
ہر ایک عضو اُسکا سانچے کا ڈھلا تھا کہین کسی طور سے دیکھا دیکھنا تھا کہ
وہ دلدادہ اور عاشق ہوگئے۔ خداوند نعمت مین نے غلطی کی جو کہا کہ عاشق
ہوگئے تھے اسواسطے کہ منزل عشق بہت سخت ہی اور معلوم نہین کہ عشق کس رازکو
کہتے ہین اسواسطے لفظ عاشق کا غلطی سے میرے مُنھ سے نکلا مگر یہ کہہ سکتا ہون
کہ اُن میرے دوست کے ہوش چرائے اور اُس ماہرو اور گلبدن کے وصل کے
نخل نے اُنکے دل مین نشو و نما کیا اور رال ٹپک پڑی اور جہانتک اُنسے
ہو سکا اُنھون نے خاک چھانی اور جہان تک ندابیر مکاری کی ہو سکتی تھین
سب کر تھکے مگر وہ ہتے نہ چڑھی وجہ یہ تھی کہ وہ عفیفہ تھی اور مالدار کی پیاری

دوسرا واقعہ

خرچ کے لیے مین نے اُس دھرماتما کے نذر کیے اور ہنسی خوشی رخصت ہوا اُس مغموم اور محزون اور مایوس نے ہر طرح مجھپر بھروسہ کیا کہ مین گیارھوین روز حاضر ہونگا غرضکہ مین وہان سے روانہ ہوا۔ خداوند نعمت ابتورات ہوگئی بقیہ داستان اپنی ندامت اور خجالت پر کل اطلاع دونگا۔

اُنتیسوین روز کی عدالت

حضور مین وہان سے سیدھا چلا اور سواری تیز رو کرکے بہت جلد راہ طے کی اور اُن اپنے آدمیون سے آن ملا جنکو معلوم ہی نہ تھا کہ مین کہان غائب ہوگیا اور اُنکے ساتھ اپنی معمولی قطع اور وضع سے چلکر اُس خرابہ مین آیا جہان اُس لچھمی کا زیور اُتارا تھا اور زمین سے اپنی امانت واپس لیکر قابض ہوا اور اپنی منزل مقصود پر پہونچا مجھکو معلوم نہین کہ پھر اُس مبتلاے رنج و آلام پر کیا گذرا اور کسطرح اُسکی زندگی ہوئی مجھکو پندرہ ہزار روپیے اُس زیور سے ملے مگر مالِ حرام بود بجاے حرام رفت مین نے خسران دنیا و عاقبت حاصل کیا اور عقوبت کا سزاوار ہون مگر بجز اسکے کہ مین نے اُس گلبدن کا بدن بغرض زیور اُتارنے کے چھُوا اور کسی قسم کی بدنیتی نہین کی اور نہ کسی قسم کا آزار پہونچایا ہان یہ تو قصور ضرور ہوا کہ مین نے اُسکو برہنہ دیکھا جہان نامحرم کی نظر نہ پڑنی چاہیے وہان مجھ کمبخت نے نگاہ ڈالی ہاے زیور کا بُرا ہو کہ زیور ہی باعث بربادی اُس عفیفہ کا ہوا اور نہ معلوم کس حالت وہ مری ہوگی اور کس کس سے پالا پڑا ہوگا ہان اگر اُسکے شوہر کو خط پہونچا ہو اور وہ آکر لے گیا ہو تو البتہ نیم دھرم اور جان سلامت رہی ہوگی ہان خداوند اُسکے وطن کا پتہ مجھے یاد ہی اندر اوگج پتی اُسکے شوہر کا نام تھا اور اُس عفیفہ نے

اُدھر لے چلون اُس مبتلاے مصیبت نے تھوڑی دیر فکر کی اور جواب دیا کہ مجھکو اندیشہ ہی کہ اگر تم ساتھ نہو تو کوئی اور بلا مجھپر ٹوٹے اسلیے مین ڈرتی ہون کہ اکیلی میلے کی طرف جاؤن اگر تم میلے کی طرف چلو تو مضائقہ نہین ورنہ جدھر تم چلو اُسطرف لیچلو مین نے میلے کی طرف جانے سے عذر کیا اور جسطرف میری تجویز تھی اُسطرف اُسکو سوار کراکے لیچلا راستہ مین ایک بازار ملا تو ایک جوڑا دھوتی کا مین نے خرید کیا اور ضروری برتن بھی پیتل کے مول لیے اور وہین سے اُس بہل کو بھی رخصت کیا اور ایکدن مقام کرکے سارا ہندو کا سامان جمع کر دیا اور خلاف اُسکے کہ جو پہلے گاڑیبان سے مین نے کہا تھا کہ مین اپنی جورو کو لیے جاتا ہون مین نے گاڑیبان سے اپنے کو نوکر اور اُسکو مالک ظاہر کرکے ایک دوسری گاڑی کرایہ کی اور کہار بھی نوکر رکھا اور خود پیدل چلنا شروع کیا اب اُس عفیفہ دوران کو مجھپر کسیقدر بھروسہ ہو گیا غرضکہ پانچ روز مین مین نے وہ سفر تمام کیا اور سوا اسکے کہ جس چیز کی اُسکو حاجت ہوتی وہ مین مُہیا کر دیتا اور کچھ خدمت مجھے نکرنی پڑتی پانچوین روز مین شہر مین پہونچا اور وہان ہندوون کے محلے مین ایک مکان کرایہ لیا اور اُس نیکبخت کو اُتارا اور فکر کرکے مین نے ایک کہاری نوکر رکھی اور ضروری اشیا پلنگ اور بچھونا سب کچھ مُہیا کیے اور تب اُس مہارانی سے تیسرے روز مین نے کہا کہ مین پیشہ سنار کا کرتا ہون اور آلات میرے پاس موجود نہین ہین پس مجھے اجازت ہو تو مین دس روز کے واسطے غیر حاضر ہون اور اپنے آلات لے آؤن اور اُسکے دولت خانہ اور شوہر اور پیشہ کا نام دریافت کرکے خط اُسی نیک نہاد کیجانب سے لکھا اور ڈاکخانے مین پہونچایا اور بیس روپیہ

اٹھائیسوین روز کی عدالت

غریب پرور جو کچھ گفتگو مین نے اُس مظلومہ سے کی وہ بناوٹ کی تھی اور چونکہ کسی قسم کا خیال بد یا اُسکی عفت اور عصمت مین خلل ڈالنے کی نیت میری واقعی نہ تھی اسواسطے میرے بیان نے اُسکے دل مین بخوبی اثر کیا اور جو جوابات اُسنے دیے اُنسے مین نے جانچ لیا کہ وہ نہایت درجے کو عفیفہ اور اپنے اعتقاد اور مذہب مین کامل ہی اور مسلمانون سے نہایت متنفر ہی میرے بہت سمجھانے سے وہ اُسوقت تو کچھ ساکت ہوئی مگر پھر رونے لگی کہ ہاے نہ معلوم کس دشمن نے میرے بدن کو ہاتھ لگایا ہوگا اور ستیاناس ہو میری عقل اور بدھ کہ مین نے زیور پہنا تھا اور اُنکو تو کچھ کہہ ہی نہین سکتی کہ جنھون نے میرا زیور پہنا روا رکھا تھا ہاے چور نے میرا کون کون عضو چھوا ہوگا اور نہ معلوم مجھپر کیا کیا فعل واقع ہوے پھر مین نے اُسکو سمجھایا اور بہزار مشکل اسپر راضی کیا کہ وہ چار دانے کھائے اور شب کی شب وہان سو رہے اتفاق سے میرا اہل دالہ ہندو تھا اور اُسکے پاس لوٹہ وغیرہ ضروری ظروف تھے اور میرے پاس تو کوئی برتن بھی نہ تھا اسواسطے مین نے مستعار وہ برتن لیے اور اُس نیکبخت کے واسطے جو چاول میرے پاس تھی اُسکو مین نے کھول کھال کے دھوتی بنا دی اور دو گھڑے لا دیے کنوئین سے بہزار مشکل پانی لوٹہ لوٹہ کرکے بھر لائی اور اُس کندھل مین غسل کیا اور گیلی دھوتی پہنی کسیقدر چبینا چاب کے پانی پیا اور پھر وہ ہی کپڑے جو پہنے تھی ناچار ہو کر پہن لیے اور رات کو سو رہی مین نے غنیمت سمجھا اور خود بھی کھایا پیا مگر رات بھر جاگتا بیٹھا رہا صبح کو کچھ رات رہے اُسے جگایا کہ کہو کیا قصد ہی تمکو میلے کی طرف روانہ کرون یا جدھر میرا قصد ہی

مین خبر پہونچتی اور دار وگیر کے لیے پولیس والے دوڑتے اور مین پہلے اسلیے
پوچھا جاتا کہ مین نے ہی پہلے ویرانے مین اُسکو دیکھا تھا اور آخر کو مین پہچانا
جاتا اسواسطے مین نے اُس سے کہا کہ اسقدر مضطر اور مضطرب کیون ہو صبر
بڑی چیز ہی شاید تمھارے اعزا اور اقربا سے کوئی ملجائے اور حقیقت حال کی
اُس سے ظاہر ہو دل کو ڈھارس دو اور پریشر سے منتی کرو ہزارون بچھڑے
ملجاتے ہین مین گو مسلمان ہون اور میرا چھوا کھانا پانی تم استعمال نہین کرسکتین
مگر میرا چھوا ہوا جینا تو تمکو چھانا چھوت نہین ہی اور اشنان کرنا دشوار نہین
اپنے ہاتھ سے پانی کا بھی بھر لینا مشکل نہین نہانے کے لیے سامان ہندو کا
مین تمھارے واسطے اسوقت جمع کر دیتا ہون اور کل رسوئی تم اپنے ہاتھ سے کرلینا
مین مثل تمھارے سپاہی پیادون کے جو چیز مطلوب ہوگی حاضر کرونگا ہان
تمھارے پاس روپیہ نہین ہی سو اُسکی فکر نہین میرے پاس اپنی حاجت سے
اسقدر زیادہ ہی کہ مین تمھاری مدد کرون سواری بھی کرایہ کرون تم میرے
ساتھ اگر کسی ایسے مقام تک پہونچ جاؤ کہ جہان مین کوئی پیشہ کرون اور اُس سے
پیدا کرکے کچھ تمھاری نذر کرتا رہون یا کہو تمکو میلے مین پہونچا دینے کا بندوبست
کرون۔ خداوند نعمت میری غرض اس اہتمام سے سوا اسکے اور کچھ نہین ہی کہ اُسکی
جان بچائے اور مین اُسکو کسی ایسے مقام تک پہونچاؤن کہ وہ نہ مرسکے اور
پھر مین اُس سے کنارہ کرون اسواسطے کہ اُسکا میرے ساتھ رہنا بالضرور خطرناک
تھا اور جب اُسپر کسی طرح ظاہر ہوتا کہ مین اُسکی آوارگی کا باعث ہوا تو وہ
میری دشمن ہوجاتی۔ خداوند نعمت آج تو رات ہی ہوگئی اگر حیات ہی تو بقیہ اپنی شامت کا کل عرض کرونگا

تو کشتی ہی سے مین اُسکا زیور اُتار لیتا اور دریا مین پھینکدیتا یہ سچ ہو کہ جس قسم کے خیالات مجھکو اُسوقت تھے مین ہمیشہ سے نرم دل اور رقیق القلب ہون البتہ بوجہ مسرف ہونے کے روپے کی تو مجھے درکار ضرور ہوتی تھی اور اسلیے حرام و حلال کا خیال نہ تھا مگر خداوند کسی کی جان لینی یا ضرر جسمی پہونچانے کی جرات مجھکو کبھی نہ تھی بے شبہہ اسکی پروا کبھی نہ تھی کہ کسی کے مال و دولت اور آبرو کو ضرر پہونچیگا حضور اب سنین میرے اس کہنے پر کہ مین تم ہندو ہو اُس مبتلاے غم و حرمان نے کہا کہ یہی وجہ ہو کہ مین کو فت سے مرجاؤنگی کہ مین بیدھرم ہوگئی اور مین کس غرض سے اپنے وطن سے چلی تھی اور ہو کیا گیا اَے ہَے مین تو ثواب حاصل کرنے آئی تھی کہ تیرتھ کرونگی گنگا اشنان کا پھل پاؤنگی لیکن قصد برعکس ہوگیا اور کسی دوکھی نے مسلمان کرڈالا مین نہ اس قابل رہی کہ تسے یہ درخواست کرون کہ مجھے میرے گھر پہونچا دو اعزا اقربا سے ملادو نہ یہی التجا کرسکتی ہون کہ میرے کھلانے پلانے کا بندوبست کرو اسواسطے کہ جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا اُسپر اور تو اضافہ نہو یہ سنکر میرے ہوش گئے۔ خداوند نعمت یہ تو مین اُس سے کہہ ہی نہین سکتا تھا کہ ہنوز وہ بیدھرم نہین ہوئی اسواسطے کہ اس کہنے سے مجھکو ساری داستان پر اُسکو اطلاع دینی پڑتی اور مین اپنے جرم کا اقرار اُس سے کرتا اور پھر یہ لازم آتا کہ مین مثل شیطان کے اُسکے آگے سے بھاگتا ورنہ وہ مجھے دھرواتی اور قیامت برپا ہوتی اور ہوش میرے اسلیے گئے کہ وہ ایسی بیقرار اور مضطر تھی کہ مرہی جائیگی نہ مجھسے ہوسکتا تھا کہ مین کسی ہندو کو اُسکے قصے سے مطلع کرون اسواسطے کہ وہ اُس سے بھی کہ جو اُسکی مدد کے لیے آتا اپنا قصہ ضرور کہتی اور نور آتھا نے

حاجت ہو بے تکلف کہو جہان فرماؤ مین تمکو لے چلون اُسنے جواب دیا کہ مین
اسوقت بدحواس ہون اور کچھ بھی نہین کہہ سکتی مگر مین تمھاری دلجوئی سے
نہایت مطمئن ہوئی میری خواہش اسوقت صرف یہ ہی کہ میری نگہبانی کرو کہ
اب کوئی اور آزار مجھکو نہ پہونچے اور مین تمسے کیا کہون تم مسلمان ہو اور مین
ہندو ہون یقین ہی کہ مین تھوڑی دیر مین مرجاؤنگی مین نے گھبراکر کہا کہ این
تم ہندو ہو مجھکو نہایت تعجب ہوتا ہی کہ لباس تمھارا نو مسلمانون کا ہی۔ ہان
خداوند نعمت اس موقع پر مجھکو اپنی خطا یاد آئی کہ مین نے جلدی مین یہ تو
بیان ہی نہین کیا کہ دریا سے جب مین نے اُس سرتاج خوبان جہان کو نکالا تھا
تو کیا کیا تھا اور اسواسطے حضور کا تعجب بجا ہی کہ پوشاک اُس بیچاری کی مسلمانون کے
لباس سے کیونکر تبدیل ہوئی اب حضور سنین کہ جب مین دریا سے اُسکو نکالکر
لایا تو ناؤ پر اُسطرف سے آیا جدھر ملاح نہ تھے اور اُسکی تدبیر مناسب پہلے سے
کر رکھی تھی کہ ملاح نہ دیکھ سکین اور اُنسے کہی بدی تھی اور اُس جان جہان کی
دھوتی مین نے دریا مین کھولدی تھی غرضکہ زنانہ حجرے مین مین نے لیجاکر
جب اپنا تبدیل لباس کیا تو جو جوڑا زنانہ اپنے ساتھ رکھتا تھا اُسکو بھی پہنا دیا تھا
اور مین نے ہر طرح سے اُسکو ایسا کر دیا تھا کہ اگر کوئی کشتی پر آکر دیکھتا بھی
تو ہرگز نہ پہچان سکتا کہ وہ میری جورو نہین ہی اور اگر اُسکے خود اعزا میرے
حُجرے مین جاتے تو اُسکو اپنا عزیز نہ کہہ سکتے اور اسکا عمدہ بندوبست کر لیا تھا
اور یہ وجہ تھی کہ پوشاک مروجہ زنان اہل اسلام اُس گلفام کے زیب تن تھی
اے خداوند نعمت حضور مجھے سنگدل اور ناخدا ترس سمجھتے ہین حضور اگر مین سنگدل ہوتا

کہان دریا اور کہان وہ ویرانہ اور یک بیک یہ چلائیگی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ ہوش مین آکر پہلے متحیر ہوئی اور جب وہ بہت دیر کے بعد حواس جمع کرکے اُٹھی تاکہ باہر ویران مکان کے دیکھے کہ کیا ہی اور مکان سے نکلی تو میری نظر اُسی طرف تھی ہاتھ مین لوٹہ لیے ہوے اُسطرف کو چلا میری صورت دیکھتے ہی وہ افسر خوبان گھبراکے پھر مکان کے اندر گئی اور مَین بھی پہونچا وہ اپنی طرف اور مین اپنی طرف جھپکا اور علٰحدہ ہٹ کر مین نے اُس نیک نہاد اور مبتلاے مصیبت سے پوچھا کہ اس ویرانے مین تم کیون ہو اُسنے مجھکو بر سر نرمی دیکھکر آہ بھری اور آہستہ سے کہا کہ مین بھی حیران ہون کہ مین کہان ہون مگر تم بتلاؤ کہ کون ہو مین نے کہا کہ مین مسافر ہون اور درخت کے نیچے میری گاڑی کھڑی ہی تم اپنا حال کہو۔ خداوندا بتورات ہوگئی اب جو اُسنے مجھسے کہا کل عرض کرونگا۔

ستائیسوین روز کی عدالت

خداوند نعمت نہایت ہی شرم اور حیا سے مجھے اجنبی اور نامحرم سمجھکر اُس گلزار محبوبی و سرو چمن خوبی نے کہا کہ مین دریا مین نہاتی تھی اتنا تو مجھے یاد ہی یا یہان دیکھتی ہون معلوم نہین کہ کیا ہوا اور کیا گذرا اور مین یہان کیونکر آئی نہ میرے بدن پر وہ کپڑے ہین جو مین پہنے تھی نہ زیور ہی اور اُسکے سوا یہ آفت ہی کہ اپنون سے بچھڑی ہون اور زار زار رونے لگی مین نے اُسکو دلاسا دیا اور کہا کہ مین بھی ابھی چلا آتا ہون معلوم نہین کہ کس ظالم نے تمسے بدسلوکی کی اِلّا اب فکر نکرو اور ممکن نہین کہ میرے ہوتے ہوے تمپر آنچ آئے خاطر جمع رکھو اور جو

ہو جائین اور پانی کسی راہ سے سرایت نکرے چنانچہ اُس موم کی تصویر کو لے کر
مین دریا مین کود اپہلے روز تو وہ تصویر ہلکی تھی اسواسطے کہ مین پہلے روز اُسکو
ڈبونا نہین چاہتا تھا مگر دوسرے روز اُسکو مین نے گران کر دیا تھا اور جیسے ہی
مین کود اُسکے چہرے کو دریا مین پھرتی کرکے لے گیا اور دھڑکو ڈوبجانے دیا
اور وہ ہی چہرہ اُس ماہرو کے مُنھ پر رکھدیا اور اُس خول مین ایسی تیز
بیہوش کرنے کی دوا تھی کہ ناک مین پہونچتے ہی ہر ذی ہوش بے خود ہوتا چنانچہ
اُس دوا کی تاثیر سے وہ بیخود ہو گئی اور اُسکو نہ یارائے حرکت رہا نہ مجال
گفتار یہانتک کہ مین نے دریا مین غوطہ دیا ناؤ پر چڑھایا اُتارا پالکی مین ڈالا
بہلی پر سوار کرایا وہ برابر بیہوش رہی پھر مین نے اُسکی ناک مین سے زیور
اُتارا ہر عضو پر میرا ہاتھ پڑا الا وہ اُسوقت تک نہ چونکی کہ مین نے خود اُسکے
ہوش مین آنے کی تدبیر کی۔ اب حضور سمجھے ہونگے کہ وہ ناز نین ہوش مین آکر
کیسا شور وغل مچائیگی واقعی حضور کا خیال مبارک ایسا ہی ہونا چاہیے مگر
خداوند نعمت اگر وہ شور وغل کرے تو میرے باریک خیال اور دقیق فکر مین
بٹہ لگجائے مین نے تو پہلے سے سوچ رکھا تھا کہ اُسکا زیور بھی لون اور اُسکو
نادرم خریدہ لونڈی بناؤن چنانچہ جبتک مین نے زیور کو اُتار نہین لیا ہرگز
اُسکے ہوش مین آنے کی تدبیر نہین کی اور جبتک بطور معقول زیور کو مخفی نہین کر لیا ذرا بھی
پروانہ کی مگر جب سب اپنا کام تکمیل کو پہونچا یا اور اُس ویرانے مین کوئی نشان
اپنا چھوڑا تو مین نے عمل بیہوشی کو دور کیا اور خود فاصلے پر جہان گاڑی
کھڑی تھی جا ٹھہرا اور یقین کر لیا کہ جب وہ ہوش مین آویگی تو متحیر ہو گی کہ

بہل والے کو مین نے روک لیا اور پھر اُس محبوبہ کو گاڑی پر لاد کے عام راستہ چھوڑکے چلا اور ایک گانون مین پہونچکر مقام کیا میرا مقام ایک درخت کے نیچے ہوا تھا اور وہانسے قریب ایک مکان ویران تھا چنانچہ اُسمین مین نے زنانی سواری اُتاری اور سارا زیور اُس مایہ حسن و ناز کا اُتار کے علیحدہ مخفی کیا اور تب اُسکی تیمارداری کی فکر کی میرے اس استقلال کو حضور ملاحظہ کرین کہ اتنی دیر مین نے لگائی اور کچھ پروا کسی قسم کی نہ کی۔ اب تو حضور رات ہوگئی تقیہ قصہ کل عرض کرونگا۔

چھبیسوین[۲۶] روز کی عدالت

حضور یہ سمجھین کہ مجھے کچھ اسکا ہراس رہا ہوگا کہ کوئی اہل پولیس میرے ڈھونڈھنے کو آتا ہوگا یا کوئی اور فکر مجھے لاحق رہی ہوگی یہ سارا اہتمام صرف اسلیے تھا کہ جب وہ شاہ خوبان اور سرتاج گلرخان ہوش مین آوے تو قیامت نہ ڈھاوے اور اسواسطے اُسکو برابر بیہوش کیے ہوے مین اُس خرابے تک لایا یہ مجھکو منظور نہ تھا کہ اُسکی جان ضائع ہو اور اس سے بھی نخجیت تھا کہ دریا کا پانی غوطے کی حالت مین اُسنے نہین پیا ہوگا اور وجہ اُس بیفکری کی یہ تھی کہ مجھکو موم کی صنعت کاری مین ید طولےٰ ہے اور عمدہ عمدہ دستکاری کرسکتا ہون مین نے ایک موم کی تصویر بنائی تھی اور وہی میری فرضی بی بی تھی اور چونکہ سر اُسکا محض خول تھا اور اس خوبی سے بنا ہوا تھا کہ جسکے سر پر چاہون معًا اُس تصویر سے جدا کرکے رکھ دون اور اُسمین ایسی صنعت کی تھی کہ جسکے چہرے پر وہ خول چڑھ جاوے اُسکا منحنہ ناک کان بند

اُسوقت سنا تھا کہ جب پھر کشتی کو پلٹا کر لائے تھے مگر اُن چار مین اشخاص نے جنکو
ہم اُس پار سے مگر کے پاس لائے تھے بالاتفاق کہا کہ جسوقت وہ دُور بے بہا دریا مین
ڈوبی یہ کشتی کوئی چار پانچ ہاتھ کے فرق سے دریا مین ضرور تھی مین نے کہا
کہان یہ تو سچ ہو کہ مین ایک دفعہ پچھم سے پورب کو گیا اور اب پھر پلٹکے پورب سے
پچھم کو آتا ہون ممکن ہو کہ میری کشتی اُسوقت کہ جب وہ حادثہ بزرگ واقع ہوا
گھاٹ کے مقابل رہی ہو مگر مین نے نہ تو غل سنا تھا نہ کسی کو ڈوبتے دیکھا میرے
اِس بیساختہ اور دلیری کی تقریر سے وہ پولیس والے مطمئن ہوگئے اور میری کشتی کے
مزاحم نہوئے اور اُنکو کیونکر جرأت ہوتی کہ مجھپر شبہہ کرتے اسواسطے کہ بجز میرے اور
ملاحون کے کوئی آدمی ہی نہ تھا غرضکہ مین نے اپنی کشتی کے چلانے کا حکم دیا اور
پھر اُسی مقام پر جہان پہلے روز اُترا تھا اُس مایۂ بے بہا کو لے کر اُترا اور پالکی مین
ڈال کر چل دیا اور بازار مین پہونچکر ایک دوسری پالکی کرایہ کی اور پہلے کہارون کو
جو واقف تھے کہ مین پہلی رات کہان رہا تھا بدل کے دوسرے کہار کیے اور
آگے بڑھا اور ایک یکّہ کرایہ کرکے مین سوار ہوا اور دل سے کہا کہ تا پاے داری گریز
چنانچہ ایک سمت کو بے اٹکل چلا مگر تھوڑی دور پر جب پالکی رکھی جاتی
تو مین اُس زہرہ جبین کو دیکھ لیتا تھا آخرش خدا خدا کرکے ایک شوالہ نظر آیا اور
اُسمین پردہ کرکے مین نے زنانی سواری اُتروائی اتفاقاً ایک خالی بہلی بھی اُسوقت
آگئی تو مین نے یکّہ اور کہارون کی اجرت دی اور بہلی کا کرایہ ٹھہراکے کہارون
اور یکّہ والون کو مطمئن کیا کہ اب مین مختلف سواری پر وہانسے آگے بڑھونگا
بلکہ ایک ہی سواری پر اکتفا کرونگا چنانچہ کہار اور یکّہ والے تو چلدیے اور

بھائی اوبہا درمیان آ ملاحو ذرا ناؤ ادھر لانا مین نے خوشی سے کشتی کو اُسی طرف لیجانیکا حکم دیا اور سمجھ لیا کہ اُن لوگون کا کیا مقصد ہی غرضکہ جب قریب پہونچا تو رو رو کر اُن لوگون نے کہا کہ بھائی ہماری مایۂ عمر کو ابھی مگرلے گیا ہی اور تمنے مگر کو مارا ہی ہوسکتا ہی کہ ہمکو مگر تک پہونچا دو کہ ہم لوگ اُسکے پیٹ کو چاک کرکے دیکھین اور اپنی مطاع گم گشتہ کا سُراغ لگائین مین نے کہا کہ بحشیم خداوند مجھکو کیا معلوم کہ اُنمین اُسکے کون کون عزیز تھے مگر چار مرد جنمین دو مسلح تھے کشتی پر آئے اور مین نے نہایت ہی آدمیت سے اُنکی ہمدردی کی اور اُس کنارے پر جہان مگر پڑا تھا پہونچا دیا اور پھر اُنسے رخصت ہوکر بہاؤ کی جانب کشتی چلانے کا حکم دے کر اپنے حجرے مین جانے ہی کو تھا کہ آواز آئی ٹھہرو ٹھہرو مین نے جو نظر اُٹھا کر دیکھا تو اُس سمت سے جہان وہ نازنین غرق بحر فنا ہوئی تھی ایک کشتی کڑی کمان کے تیر کی طرح آتے ہوے دیکھی اور اُسپر کچھ پولیس والے معلوم ہوے مین نے کشتی کو فی الفور رُکوادیا اور اپنے مقام پر بے پروائی سے کھڑا رہا۔ حضور اب تو رات ہوگئی تفصیل حال کل عرض کرونگا۔

پچیسوین روز کی عدالت

جناب عالی وہ کشتی برابر میری کشتی کے آئی اور جو مین نے سمجھا تھا وہ ہی ہوا کہ اُسپر پولیس والے تھے اُنھون نے مجھسے پوچھا کہ جب عورت ڈوبی تمنے دیکھا تھا مین نے کہا کہ میرے فرشتون کو بھی خبر نہین کہ بیچاری عورت کب ڈوبی پھر وہی سوال ملاحون سے پولیس والون نے کیا اور اُنھون نے بھی وہی جواب دیا اور واقعی اُنکے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی عورت کے ڈوبنے کا واقعہ ہم لوگون نے

تو کملا پتی تھی اور اُسکے پاے مبارک کی شان کے لیے یہ شعر موزون ہوا ہی
سے گذارد پا اگر در چشم بلبل مد بخارد از خیال خندۂ گل مد غرضکہ حضور متعجب
نہون حضور اُس بے گناہ اور بیہوش کو حجرے مین لٹا کر مین نے کپڑے بدلے
اور تپوار پر آ بیٹھا اور اشنان کرنے والون کے نظارہ مین بدستور مصروف ہوا
اور ملاحون کو حکم دیا کہ کشتی کو پھر پلٹاؤ اور چڑھاؤ پر لیجاؤ میرا مطلب یہ تھا کہ
پھر اُسی مقام پر جاؤن جہان سے محبوبہ کو اُٹھا لایا تھا مجھے اطمینان تھا کہ
وہ جیسی سوئی ہی ویسی ہی بے خود و بیحس و حرکت اپنے مقام پر رہیگی غرضکہ
مین اُس مقام پر پھر پہونچا اور دیکھا کہ غل اور شور ہی کوئی کہتا ہی کہ دریا کی ریت
سرک گئی اور کچھین بوڑ گئی کوئی کہتا ہی نہین مگر اُٹھا لیگیا کوئی کہتا ہی کہ
مین نے ناگہ دیکھا تھا غرض جو مُنھ اُتنی باتین شور و غل مین سنتا ہوا بے پروا
آگے بڑھا جاتا تھا اُسوقت بندوق میرے ہاتھ مین تھی اتفاق سے ایک مگر
نظر آیا معاؤن سے مین نے گولی دی اور دوسری نال بھی خالی کی اور مگر
کو مارا وہ دوسرے کنارے کی طرف بھاگا اور مین نے اُسکا تعاقب کیا آخر
وہ کنارے تک پہونچتے پہونچتے سرد ہوا تو مین نے دریا سے اوسکو نکلوایا اور
جنھون نے نکالا تھا اُنکو انعام دے کر مگر کو کنارے پر ڈلوا دیا اُسطرف بھی
بہتیرے تماشائی تھے اور اس ندبیر سے مین نے اسپار اور اُسپار والون کو مطمئن کیا
کہ وہان مگر ہین اور پھر اپنی کشتی کا چلتا دھندھا کیا ای خداوند کیا دخل
کہ مجھپر کوئی شبہہ کرسکے اور مجھپر بدگمان ہو مین ایسا گوکھا نہین ہون غرضکہ
میری کشتی پھر بیچ دریا مین آئی اب محبوبہ کے ہمراہی غل مچا رہے ہین کہ ای

صبر تھا نہ قدرت ضبط خداوند نعمت اب تو رات ہو گئی اگر شب بخیر ہی تو باقی کل عرض کرونگا۔

چوبیسوین روز کی عدالت

حضور عالی کو یاد ہو گا کہ کل عرض کر چکا ہون کہ جیسے ہی اُس سیم تن پر نظر پڑی مین بیخود ہو گیا ملاحون سے اتنا تو مین نے آہستہ سے کہا کہ ہم دریا مین کودتے ہین اور فورًا اس خبرداری سے کہ کسی کو بھی معلوم نہو مین اور میری فرضی بی بی دریا کے اندر کودی اور فورًا غوطہ لگایا کہ کسی نے نہین دیکھا صرف میری کشتی والے ملاح تو جانتے تھے کہ مین کودا اور نہانے والون کی نگاہ مجھپر کب پہونچتی کہ وہ تو اپنے حال مین تھے غرضکہ دریا مین مین نے اُس محبوبہ کے پانوٗن لیے اور اپنی جانب کھینچ لیا اور اپنی فرضی بی بی کو تحت الثرے مین پہونچا کے اُسکا سر محبوبہ کے سر پر چڑھا دیا اور پانی کے اندر ہی اندر اپنی کشتی کے قریب اُبھرا جیسے ہی ملاحون نے میرا سر دیکھا اُنھون نے کشتی دوڑائی اور مین لپکا دم کی دم مین کہین سے کہین ہو رہا اور لپک کے کشتی تھامی اور اُس محبوبہ کو لے کر کشتی پر چڑھ گیا اور زنانے حجرے مین جا لٹایا وہ ہوش از سر رفتہ اور محض بے خود تھی مگر مین نے کچھ اُسکی فکر نہ کی۔ کیا خداوند حضور کو کچھ شک ہی کہ مین ان ڈنڈ بھجون پر اُس پری پیکر کو اُٹھا کے کشتی پر لانے کے قابل نرہا ہونگا ہے حضور اُسوقت تو فد دی جوان اور صاحب قوت تھا مگر اسوقت گئے گذرے حال پر بھاری سی بھاری عورت کو لے کر بھلا پانچ چھ ہاتھ تو اُچک جاؤنگا اور وہ بیچاری

نہ پرسیدش کہ چون سازی و چونست ٭ کہ بے پرسیدنش معلوم گردد ٭

خیر وہ کشتی چلی یہ روز حضور عالی بڑی کا ہی اور نہان کے مہاتم کی ساعت تھی سارے جاتری بڑے بڑے اہتمام سے اپنے اپنے مقام پر پہونچ چکے ہین اور گھاٹون پر عجب تلاطم ہی اور ہر لونگ مچا ہی اور بلاشبہہ وہ سمان ہی کہ جو بروز کس مپرس کے ہو گا زن و مرد بے خود ہین اور بھیڑ یا دھسان خلقت دریا مین دھسی پڑتی ہی نہ چوٹ لگنے کا اندیشہ ہی نہ جان جانے کا خوف ہی اور ہر ایک کا ذہن اسی پر تلا ہی اور دھن لگی ہی کہ جان جاے تو بلا سے مگر نہان کی ساعت نہ چوکے اور دور دور سے آنے کی محنت پر پانی نہ پڑے ادھر وہ دھوم اور ادھر بندے کی کشتی آہستہ آہستہ گھاٹ سے چار گز کے فاصلے پر جا رہی تھی اور میری آنکھ انھین نشانون پر ہی جو ذہن نشین کر رکھے تھے لیکن آنکھین ڈھونڈتی پھرتی ہین اور نہین پاتین اسوقت جو اضطراب اور اضطرار نے بیقرار کر رکھا تھا عرض نہین کر سکتا بیقراری اسکی تھی کہ اس نازنین کے نہانے کا مقام تو معلوم ہی نہ تھا کہ دن سے وہان جاتا اور کھٹکا یہ لگا تھا کہ وہ نہا کے دریا سے نکل نہ جاے ادھر ملاح منتظر تھے کہ مین دریا مین کودون اور پھر کشتی کے پاس آؤن اور وہ کشتی دوڑائین اور مین تعاقب کرون غرضکہ ہمارا بندوبست لیس تھا اور میری نیت پر بجز عالم الغیب کے کوئی مطلع نہ تھا مین زنانی کوٹھری مین بیٹھا ہوا نظر پھاڑ پھاڑ دیکھ رہا تھا کہ دفعتہً وہ نظر آئی اور معاً اس گلعذار کو دیکھا کہ پانی کے اندر کمر تک ڈوبی کھڑی ہی پس نظر کا چار ہونا تھا کہ قیامت ہی تو آگئی پھر نہ یارا ے

رخصت کیا مین عرض نہین کرسکتا کہ وہ رات کس بے چینی مین گذری۔
خداوند نعمت اب تو رات ہی ہوگئی باقیماندہ قصہ کل عرض کرونگا۔

تیئیسوین روز کی عدالت

ہنوز فقیر صرف تقریر نہین ہوا تھا بولنے ہی کو تھا کہ ایک پولیس کا جمعدار روبرو آیا اور کہا کہ مین تجھکو خوب پہچانتا ہون چورون کا اُستاد گرہ کترون کا باوا ہی یہ سنتے ہی فقیر آگ ہوگیا اور جھلاکے بولا کہ تو خود چور ہوگا ولی را ولی خوب شناسد بھلا تیری تو کیا حقیقت ہی تمھارے گروگھنٹال تو میرے مُنھ چڑھین تم لوگ خود ٹھگنگی دار ہو چورون کو تم نہو تو مال کب ہضم ہو صبر کرو مین کچھ اُٹھا نہین رکھنے کا چھری کے نیچے دم لو خدا کی شان تم اور مجھے پہچانو فرشتے خان تو مجھے چور کہہ ہی نہین سکتے کہون تو مین آپ اور سٹر باؤن تو مین آپ ہان عالم الغیب البتہ جانتا ہی کہ مین چور ہون یا میرے ہاتھ پانو جانتے ہین تم بیچارے کیا جانوگے وہ کوئی اور اُچکا ہوگا جسکو ڈانٹ لیا ہوگا چلو بیٹھو اپنی جیبھ سنبھالو دخل در معقولات نہ دو ہان خداوند نعمت صبح کیسی رات رہے سے مین اُسی مقام پر جہان کشتی رکھنے کا حکم دے چکا تھا مع اپنی فرضی بی بی کے جا پہونچا اور بڑے اہتمام سے مین نے سوار کرایا نہین حضور مین ابھی اپنی فرضی بی بی کا حال نکہونگا مگر آئندہ چل کے حضور کو خود بخود معلوم ہو جائیگا۔ حضور شیخ سعدی کی نصیحت پر عمل فرماوین ؎ چو کار بے فضولِ ما برآید ٭ مرا در وے سخن گفتن نشاید ٭ اور حضور کو یہ تو یاد ہی ہوگا ؎ چو لقمان دید کاندر دست داؤد ٭ ہمین آہن بمعجز موم گردد ٭

اسکو تیر تھا یا اشنان سے کوئی غرض نہین ہی یہ صرف تماشائی ہی غرضکہ مین نہایت
اہتمام کرکے پالکی سے کشتی پر اپنی فرضی بی بی کو بہت پردہ کرکے لایا اور کہارون کو حکم دیا
کہ پالکی کو لیکر گھوڑون کے سوداگرون کے قریب حاضر رہو اور مین نے کشتی کو
پچھم جانب سے اُس سمت کو چلانے کا حکم دیا جدھر پالکی روانہ کی تھی دریا مین
جو زن و مرد نہاتے تھے اُنکو مین دیکھتا تھا اور کبھی زنانے مین جاتا تھا اور کبھی
باہر آتا تھا اسوجہ سے ملاح بھی میرے عشق کے جو بی بی فرضی سے تھا قائل
ہو گئے تھے کہ مین نے سارا اہتمام اُسکے دل بہلانے اور سیر و تماشا دکھلانے کو
کیا ہی غرضکہ ایک دفعہ مین نے اپنے کپڑے اُتارے اور لنگ باندھکے دُھڑم سے
دریا مین کود پڑا اور کبھی غوطہ لگایا اور کبھی اُچھلا اور تیرتا ہوا دور تک چلا گیا
اُس میرے تیرنے سے اُن ملاحون کے بھی چھکے چھوٹ گئے اور مجھے بڑا تیراک سمجھ گئے
غرضکہ مین کشتی پر پھر آیا اور پھر کشتی روان ہوئی دوسری بار پھر مین
کشتی سے یہ ملاحون سے کہکے کودا کہ ہان تم کشتی کو بھگاؤ اور دیکھو کہ مین کشتی
کے ساتھ تیرتا ہوا پہونچتا ہون یا نہین غرضکہ ایسا ہی کیا اور اُسکی آزمائش
بخوبی ہو گئی کہ وہ ملاح کشتی کو بہت تیز چلا سکتے ہین غرضکہ اب مین مطمئن ہو کر
کشتی پر بیٹھا اور جس مقام پر کہ پالکی رکھنے کا حکم دیا تھا وہان پہونچا اور پھر
کہارون کو حکم دیا کہ ابھی مین نہ اترونگا آگے چلو غرضکہ شام تک خوب مین نے
سیر کی اور اپنی فرضی بی بی کو پھر نہایت اہتمام سے پالکی مین سوار کیا اور تب
ملاحون کو حکم دیا کہ صبح کو کشتی پھر مجھکو اُسی مقام پر ملے کہ جہان سے پہلے سوار
ہوا تھا اور اُنکو خاطر خواہ انعام دے کر چلتا ہوا اور کہارون کو بھی انعام دیا اور

زیور کا بوجھ لادنے کو وہ آمادہ ہوگی اور پھر ایسے مقام پر جہان بہت سے زن و مرد دیکھنے والے ہون وہ اپنا زیور کیون دور کرنے لگی کیا یہ کوئی سوچیگا کہ مین اُسکی حالت خواب مین زیور اُتارنے کا قصد کرتا تھا ہرگز نہین وہان سامان حفاظت کا ایسا معقول تھا کہ قابض ارواح کا تو دخل ہو ہی نسکتا تھا حضور کسی کی سمجھ مین نہ آسکیگا جو مین نے فوراً سوچ لیا اب اُسکے انکشاف مین آپ جلدی نکرین آج بہت دیر ہوگئی کل عرض کرونگا۔

بائیسوین روز کا بیان

ہان حضور سنیے اُس مقام فرد و محبوبہ پر گیا کیا حضور سمجھے کہ محبوبہ سے میری مراد اُس پری جمال کی ذات سے ہی ہرگز نہین ہے میرا محبوب اُسکا زیور تھا اور مقصود محبوبہ کے کہنے سے وہ ہی زیور تھا مین نے اُس سارے سامان ظاہری کو خوب جانچا اور ذہن نشین کیا اور اسباب جلوس کو کہ جس سے وہ قافلہ شناخت ہوسکے خوب نظر پر چڑھایا اور چلتا ہوا اور ایک کشتی مین نے کرایہ کی اور خاطر خواہ اُسکی اُجرت مقرر کی تاکہ وہ کشتی بالکل میرے قابو مین رہے اور جہانتک مین چاہون اُسپر سوار ہوکر دریا کی سیر کرون غرضکہ مین نے انتظام معقول کیا اور زنانہ مقام بھی اُس کشتی پر ٹھہرایا اور اُسمین مناسب طور سے پردے کا بندوبست بھی کرلیا اُس کشتی کے مالک نے مجھے ذی حوصلہ اور مالدار سمجھ ہی لیا تھا اور جو ملاح اُس کشتی پر تھے وہ مجھکو امیر باور کرتے تھے پھر سوا پہر دن چڑھے تک اپنے انتظام سے مین نے فراغت پائی تو ایک پالکی بھی کرایے کی ٹھہرائی اور اپنی فرضی بی بی کو اُس پالکی مین سوار کراکے کشتی پر آیا مالک کشتی اور ملاح یہ سب جانتے تھے کہ

سمجھتے ہین کہ مین اُسکے حسن وجمال پر محو ہو گیا ہر گز نہین ہر گز نہین صرف
اُسکے زیور پر تن بدن سے لگ گئی کہ مین اُسکے زیور کا کیونکر مالک ہو جاؤن
یہ تو بقین ہی کہ آپ مجھپر شبہہ نکرینگے کہ مین نے مقام تیرتھہ مین جو مقام متبرک
سمجھا جاتا ہی متبرک سمجھکر بدنیتی کی تھی کیونکہ مجھکو کوئی ضرورت اسپر غور
کرنے کی تھی کہ وہ مقام مقدس ہی اسواسطے کہ میرے ذہن مین تو روپیے سے بڑھکر
اور اُس شی سے کہ جس سے دنیا مین وہ سارے مطالب جو دل اور دماغ مین
گذرین بآسانی حاصل ہون کوئی شی مقدس نہ تھی غرضکہ مین نے اپنے کو سنبھالا
اور اُس عورت کے ساتھہ ہو لیا میری وضع چور کی نہ تھی نہ کوئی آثار افلاس کے
مجھ مین پائے جاتے تھے نہ مجھ مین کوئی علامت فسق اور فجور کی تھی اور میلے مین
کوئی اسکا لحاظ بھی نہین کرتا تھا کہ آگے پیچھے کون چلتا ہی اسواسطے مین بلا مزاحمت
جہان وہ عورت گئی کبھی اُسکے گروہ کے آگے کبھی پیچھے کبھی دہنے کبھی بائین
ساتھہ ساتھہ رہا اور انجام کو اُسکی فرودگاہ پر پہونچا مگر وہان پہونچکر اور طریقۂ
انتظام حفاظت دیکھہ کر سرد ہو گیا کہ یہان میری رسائی ناممکن ہی باوجود اینہمہ یہ بھی
امکان نہ تھا کہ مین اُس خیال سے درگذرتا اور اُسکے زیور لینے کی فکر سے باز
رہتا مین نہین سمجھتا کہ حضور کے ذہن مین یا اُن صاحبون کے جو اِس مجمع مین
تشریف فرما ہین کیا تدبیر گزر سکتی ہو گی کہ جسکے ذریعے سے مین اُس زہرہ جبین
کے زیور کو لے سکون کیا یہ کہ اُسنے زیور اُتار کے رکھا ہو گا کبھی نہین اسواسطے کہ
گو اُسکے حسن کو زیور کی احتیاج نہ تھی مگر وہ تو اُسپر مرتی تھی اور کیون جدا کرتی
حضور پر اچھی طرح روشن ہی کہ کیسی ہی عورت حسینہ اور جمیلہ ہو مگر جہانتک اُسکو مل سکے

ضبط پر قادر تھا ہوا و ہوس کا بندہ تھا خوش خوری اور عمدہ پوشی میرا شیوہ تھا ناچار چور تھا اور اپنے باریک خیالات اور اعلےٰ فکر سے خوب ہی مشاق اور اپنے فن مین طاق ہوا ان کرتبون کا مذکور کہانتک کرون مگر دو واقعے بیان کرنے کی اجازت چاہتا ہون اِلّا آج وقت تنگ ہو گیا اگر اجازت ہو تو کل عرض کرونگا۔

اکیسوین روز کی عدالت

حضور میری چالاکی اور تیز دستی بغور سماعت فرمائین مین اپنے وطن سے آوارہ ہو کر بہت جگہ پھرا آخر کو ایک بڑے مقدس مقام کے میلے مین وارد ہوا اور ایک عورت پری تمثال ماہ جمال پر میری نظر پڑی اُسکی صورت اور شکل جب یاد آتی ہو تو اُس کیفیت کو ع دل من داند و من دانم و داند دلِ من، کہہ نہین سکتا اندر کی اپھراوہی تھی اور ممکن ہو کہ مین اُسکے حسن وجمال کی تعریف اور الفاظ سے کرون لیکن مجھکو کوئی ضرورت اِسکی نہین معلوم ہوتی اسواسطے کہ میری کوئی غرض اُسکے حسن وجمال سے متعلق نہین ہو مگر اُسکے حسن سیرت کی مدح سو اپنے موقع پر وہ آپ سے آپ میری زبان پر جاری ہو گی۔ خداوند نعمت زیور سے وہ لدی ہوئی تھی حالانکہ جو خدا داد اُسکو حسن وجمال حاصل تھا اُسکو کسی زیور کی احتیاج نہ تھی اور مین سچ کہتا ہون کہ اُس زیور سے وہ اچھی نہین معلوم ہوتی تھی بلکہ اُسکی قدرتی اچھائی سے زیور کی زیبائش آپ شرماتی تھی لیکن افسوس میری بدنیتی تو اُسی زیور سے متعلق تھی مین اُسکو دیکھتے ہی از خود رفتہ ہو گیا اور کیفیت جنون کی مجھ مین پیدا ہوئی کیا حضور

اسباب سے یہ بھی جانتا تھا کہ لوگون کو مجھسے احتیاج ہو اگر مین نیک ہوتا تو
بہت سے طریقے تھے کہ مین لوگون کو اپنا محتاج بنا سکتا مگر علم و فضل اور تربیت سے
فطرت نہین بدلتی چونکہ میری فطرت بد تھی لہذا میری خاطر ایسے امور کے جانب
مائل تھی کہ جس سے لوگون کا نقصان ہو مثلاً اگر دو آدمی لڑتے تو اُنمین
جو ناحق پر ہوتا مین اُسکا طرفدار بنجاتا اور اُسکی کامیابی کے واسطے ایسے افکار
بر روے کار لاتا کہ ناحق مین حق کا جلوہ ہوتا اور اسواسطے تمام ناحق کوش
مجھسے احتیاج رکھتے اور اہل حق مجھسے خوف کھاتے حضور جو ناحق پر سعی کریگا
خود بخود سمجھ مین آسکتا ہی کہ اوسکے خیالات کیسے دقیق ہوتے ہونگے سچ کو جھوٹ
اور جھوٹ کو سچ کرنا آسان نہین ہی کیا میری شامت تھی کہ مین بد اور ننگ
خلائق مشہور تھا مگر اپنی طبیعت سے ناچار تھا اور ہرگز باز نہین آتا تھا اگرچہ
کئی مرتبہ خرابی مین پڑا اور رسوا ہوا مگر مثل مشہور ہی۔ بیحیا باش و ہرچہ خواہی کن
مجھکو شرم نہ آئی لیکن چند روز مین میری عیّاری اور مکاری کے استیصال
کے لیے ایک مجھسے بھی زبردست مکّار کھڑا ہوا اور اُسکے کھوٹے بازار مین میرے
سکہ پر بٹہ لگا قصہ مختصر مجھکو بھاگتے ہی بن پڑا جو جعلسازیان اور دغابازیان
مین نے کین اور اُنکے ذریعے سے بندگان خدا کو مین نے نقصان پہونچایا
جب یاد کرتا ہون ہزار زبان سے کہتا ہون ؎ دہر خالی ماندے از من کاشکے
مادرم بودے ستردن کاشکے + اپنے وطن سے مین بھاگا اور مثل شیطان کے آوارہ
ہوا اور ہزار سر پٹکا کہ ذرا سا بھی میرا اعتبار ہو مگر ہرگز نصیب نہوا حرامخوری کا
یہ چسکا کسی طرح نہ چھوٹا نہ تو مجھسے محنت و مشقت ہو سکتی تھی اور نہ اپنے اخراجات کے

خواہ مجنون اُسکے سارے بیان سے ظاہر ہی کہ اگر اُسنے ہیرے چورائے تھے تو ایک دوست کے خوش کرنے کے لیے پس راحت بدل برسان کہ ہمین مشرب ست وبس ؎ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو * ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نتھے کرّوبیان اور کاغذ کے لیے صندوقچہ اُڑایا تو حق بحق دار پہونچا یا اُسمین کون گناہ کیا بندے کو آزاد کیجیے بے گناہ کو رہائی دیجیے اور ہم سے گنہگار سیاہ کار کو اُسکے بدلے اور ہمارے قصور کے مکافات مین سزا دیجیے اُوسکے وعظ نے ہمپر اثر کیا اور ہمسے رہا نہین جاتا کہ جو تقصیر کی اور جو پاپ ہمسے ہوا اُسکو نہ ظاہر کرین۔

ای حضور اب ادھر کان لگا میری بات سنیے اب تو مین کوڑا شاہ مشہور ہون جوانی کھوئی بڑھاپا بھی کاٹا اسّی برس کا ہوا کوئی گناہ کوئی جرم ایسا نہوگا جو مین نے نکیا ہو مگر کئی قصور ایسے کیے ہین کہ اُنکو قبل اسکے کہ دار دنیا سے واسطے اُٹھانے سزا کے عالم جاودانی کی طرف جاؤن بے اظہار کیے نہین رہ سکتا حضور اگر اُنکی سزا دیدین تو زہے قسمت ورنہ خدا کو کیا مُنھ دکھاؤنگا۔

خداوند نعمت میرا جرم نہایت سخت ہی اور ممکن نہین کہ کسی طور سے میرے سر سے وہ چھوٹے اگر حضور براہ مہربانی سنین تو مین عرض کرون اور بمنت درخواست کرتا ہون کہ اُسکی سزا دین مگر ہاے افسوس نہ مدعی یہان موجود ہوسکتے نہ گواہ پیدا ہوسکتے مگر معدلت پناہا مین تو خود عرض کرتا ہون اپنی سیہ کاری کا مُقر ہوتا ہون پھر مجھے سزا کیون نہ دیجاوے حضور حال میرا یہ ہی کہ لڑکپن خوب گذرا محتاج نہ تھا جوانی مین بھی خوشحال تھا علم وفضل بھی حاصل کیا اور اپنے ابناے جنس مین معزز تھا لیکن اُسوقت مین اپنے کو نہین پہچان سکتا تھا اور اپنے وقار اور تمکین کے

میرے پاس رہا ان صاحب کے روبرو جب وہ حساب پیش ہوا تو اپنے صندوقچے کی چوری مین اپنے بھائی کو پھنسانا چاہا تو مین نے گواہی دی کہ وہ حساب میرے پاس تھا اور نراسی چند کو مین نے دیا ہی تب انھون نے منھ کی کھائی حصہ بانٹ واجبی ہو گیا صندوقچے کی چوری غلط ثابت ہوئی چار اشرفی اور کوئی دوسو روپیے کا زیور جسمین ایک مالا ایک زنجیر ایک انگوٹھی تھی میرے پاس رہگئی اور وہ مین نے حلوائی کی دکان دادی کا فاتحہ سمجھکر جس روز نراسی چند نے ڈگری پائی خیرات کر دی اتنا انکا گناہگار ضرور ہون اور جس مال کو یہ اپنا کہتے ہین انکا نہین ہی یہ جھک مارتے ہین مجھے حضور جو اقرار کرنا تھا مین نے کر دیا اب سزا دینے کا حضور کو اختیار ہی۔

ہنوز مفتی صاحب سر نیچا کیے سوچ رہے تھے کہ دارالعدالت کے مجمع کی بھیڑ کو ہٹا کر دو آدمیون نے گلا پھاڑ پھاڑ چلانا شروع کیا کہ خداوندیہ ہمارا دوست مجنون ہو گیا ہی اور بے سمجھے بوجھے ایرا دھ اپنے سر دھرتا ہی پھر ایک نے اپنا نام جیون رام اور دوسرے نے لشیشر پرشاد کہکر بالاتفاق عرض کیا کہ ہمارے ہیرے اسیطرح جس صورت سے اسنے بیان کیے بالضرور چوری گئے مگر اسنے ہرگز نہین چورائے اور ہمارا اسپر مطلق دعوے نہین ہی اور ہم لاکھ مین کہدین کہ ہمارا یہ دوکھی نہین ہی اور چوپٹ پرشاد اور نراسی چند مدعی کے گلے کے ہار ہوے کہ جس زیور کا تم دعوے کرتے ہو کہ ہمارا ہی جھوٹ کہتے ہو اور سراسر جھوٹ کہتے ہو ادھر تو یہ نرم گرم تقریر ہو رہی تھی اُدھر غل مچا کہ ہم مجرم ہم دوکھی مصرع مفتی بنے ہو مفت یہ سیکھا شعور ہی ❊ اس مجرم نے جو اقرار جرم کیا چاہیے ہوش مین ہو

سرگرم رہا اور بہتیرا سمجھایا کہ میان حق کا راضی پر میشر ہی جو بیچارے تمھارے بھائی کا حق ہی دیدو اگرچہ مین اُسکا دشمن ہون مگر پرمیشر کو جان دینا ہی بے ایمانی کی صلاح ندونگا مگر یہ کب سنتے تھے آخرش انسے حساب کتاب طلب ہوا انھون نے انکار کیا تب مجھے فکر ہوئی کہ جو گوشوارہ اُنکا دستخطی ہی اُسکو اُڑا کے نراسی چند تک پہونچادون۔ خداوند آج تو بالکل شام ہوگئی باقی حال اجازت ہو تو کل پر ملتوی کرون۔

بیسوین روز کا بیان

خداوند نعمت وہ حساب انھون نے ایک صندوقچے مین بند کرکے رکھا تھا اور بجز اسکے کہ صندوقچے کا صندوقچہ مین اوڑاون چارہ نتھا خداوند نعمت مجھے کسی اور شئے سے جو صندوقچے مین ہو مطلب نتھا اور یہ تو آپ کو یقین ہی ہوگیا ہوگا کہ مین چور نہین ہون بدنیت نہین ہون اور جو افعال مجھسے ہوے بدنیتی سے سرزد نہین ہوے تھے یا دوست کے خاطر تھی یا اپنے دل کے خوش کرنے یا پرمیشر کے راضی کرنے اور حق بحقدار پہونچانے کی غرض سے ہوے تھے کیون خداوند نعمت مین سچ عرض کرتا ہون یا نہین غرضکہ ایکروز مین نے وہ صندوقچہ اُڑالیا اور اپنے نوکر کے حوالے کیا نوکر نے یہ نہین سمجھا کہ مین نے صندوقچہ چُرایا ہی اُسنے میرا ہی صندوقچہ سمجھا اور انھین کے سامنے سے وہ لیگیا یا حضور اسجگہ یہ سمجھینگے کہ آنکھ کا کاجل چُرانے مین بھی مجھے دخل تھا نہین حضور مین چوری کرنا کیا جانتا تھا نہ چور نہ چور کا ساتھی مگر تدبیر تو ہی بن پڑی مین نے صندوقچے سے وہ حساب تو لالہ نراسی چند کو دیا اور البتہ جو اُس صندوقچے مین نقد اور زیور تھا بجبوری

اُجاڑ نگر کے رہنے والے ہین یہ بڑے ہین اور نراسی چند چھوٹا تھا جب اُنکے باپ کا
کھوج مٹا نراسی چند کی مان موجود تھی کاربار ی یہ بھی تھے باپ کی جائداد
جو اُدھار بیوہار مین تھی اُسکے چھپانے کے واسطے کاغذ انھون نے داب لیے
جو بچا کھچا نراسی چند اور اُسکی مان کے پاس تھا وہ اُنکے پلے پڑا اور دونون
بھائیون مین جوتی لات ہوتی تھی یہ کوڑی دیا نچاہتے تھے اتفاق سے نراسی چند
سے اور مجھ سے ملاقات ہوئی تو اُس بیچارے نے اپنا دُکھڑا مجھسے کہا اور جب
مین قصے پر مطلع ہو گیا تو نراسی چند سے مین نے وعدہ کیا کہ کوڑی کوڑی کا
تمکو حساب دون تو میرا نام اور پھر مکاری کرکے مین نے نراسی چند سے
جنگ زرگری کی اور ظاہر مین کھلی کھلی عداوت کرکے مین نے ترک ملاقات کی
اور ایسی چال چلا کہ اِن سچے دیوتا کو یقین ہو گیا کہ مین نراسی چند کا دشمن
ہون سو دشمن کا دشمن سمجھ کے انھون نے میری دوستی اختیار کی اور مختصر
طور پر کہتا ہون کہ انکو میرے قول اور فعل پر بخوبی بھروسہ ہو گیا اور اِنھون نے
اپنے راز و نیاز کو مجھپر ظاہر کرنا شروع کیا اور چند روز مین سارے حساب و
کتاب کو مین نے دیکھا اور انکے دھن دولت کا حساب کتاب بنایا یہ تو سدا
یہ سمجھا کیے کہ مین ساری دقت اور محنت انکے واسطے اُٹھا رہا ہون میرے
نہایت شکر گزار ہوتے تھے مگر میرا مطلب دوسرا ہی تھا جبکہ مین سارے اِنکے
کرتب پر خبردار ہو گیا تو مین نے حساب کا گوشوارہ چھپا کر انکے بھائی کے پاس
پہونچا دیا اور نالش کرنے پر آمادہ کر دیا اور بدستور مین آپکا دوست بنا رہا
آخرش نراسی چند نے دعوے کیا اور یہ پریشان ہوے تو مین اِنکی تشفی مین

اور بیوپاریون کے ہاتھ فروخت کرتے ہین اور بیچتے پھرتے ہین باوجود انہمہ
کہ نہ کوئی نشان خاص اِس زیور پر مدعی صاحب کا ہی نہ گواہ کوئی نشان
دے سکتے ہین نہ مدعی صاحب کا نام زیور پر کندہ ہی ناحق مدعی صاحب بلاشرم
اور حیا جو سرِ عدالت جھوٹ بول رہے ہین اور قسم کھاتے ہین مین کیا عرض کرون
اجی مدعی صاحب ذرا اِدھر دیکھیے اور اپنی سچائی کا مجھ بے ایمان کو یقین
دلائیے رام رام یہ جنیو یہ ٹیکا یہ مندرا اور اسپر جھوٹ رام رام جینا پرایا مال
اپنا ہین یہ تو کسی گواہ سے اِن مدعی مہاراج کی طرح نہین کہلا سکتا کہ یہ ہی
زیور مین نے خرید کیا تھا مگر چھنگومل سروچند اوجاگرلال حرمت خان عزت بخش
سے اگر دریافت کیا جاوے حضور وہ مرنہین گئے زندہ ابتک موجود ہین تو
نشان دینگے کہ اسی قسم کا زیور مین نے اُنسے خرید کیا ہی اور نوبت رائے
لکھپت رائے بندرابن اجودھیا پرشاد گیا پرشاد بھگومل ٹیک چند
گج پتی لال عنایت اللہ رحمت اللہ سپاہی تنکو جھکوری کہار گواہی دینگے
کہ مین نے چھنگومل وغیرہ سے اِس قسم کا زیور خرید کیا تھا مگر ہان یہ بات اور ہی
کہ مین ان مہاراج سجوتی پرشاد کی طرح جھوٹا نہین ہون اور اپنے کیے کی
سزا لینے کو ہاتھ پھیلائے ہون جو جرم کیا اُسکے اقرار پر اُتارو ہون حضور آج
شام ہوگئی کل جو کیا ہی کہدونگا ان مہاراج کا بھی نیم دھرم رکھدونگا۔

اُنتیسوین روز کا بیان

خداوند نعمت بات یہ ہی کہ اودا اس مل کے دو لڑکے دو جوروون سے تھے
ایک تو یہ سپوت جو حاضر عدالت ہین اور ایک دوسرے نراسی چندیہ دونون

اُسنے اپنا پیچھا چھوڑایا اور مرزا جی اپنے اہل پولیس ہونے کے زعم مین یہ سمجھے کہ ہم بچ نکلینگے مگر اب لینے کے دینے پڑگئے غرضکہ ہم لوگ خوش خوش گھر آئے سارے خاندان والے لالہ کے پہلے سے زیادہ میرے معتقد ہوے اور مین اپنے گھر آیا۔ خداوندا اب رات ہو گئی بقیہ حال کل گذارش کرونگا۔

اٹھارہوین دن کا بیان

خداوند نعمت وہ ہیرا بھی پہلے ہیرے کا ہم ردیف ہوا اور میرے دوست کے پاس موجود ہو مگر چاہے کچھ کیون نہو اُنکا نام نہ بتلاؤنگا اسکا مجھے افسوس ہے کہ مرزا جی مفت مین پکڑے گئے اور اُس ٹھلوی اور پانڈے جی کی بُری گت ہوا کی اور جتنا جتنا جسنے جھوٹ بولا تھا اتنا اتنا ہرایک خراب ہو آخر کو سب چھوٹ گئے اور جو اصل چور تھا اُسکا کوئی پتہ بھی نپا سکا اب حضور میرا تیسرا واقعہ سنین مین وہ ساری کیفیت حضور کو نہین سنانا چاہتا کہ جو مرزا جی اور پانڈے جی اور ٹھلوی پر کیا کیا اہلکاران ذی ہنر پولیس کے کرتوت سے جھوٹا ثبوت مہیا کیا گیا اور اُس سے وہ کیونکر بچے اسواسطے کہ اصل معاملہ اور میرے معاملات سے اُسکو کوئی تعلق نہین پس حضور کی اوقات مین کیون ضائع کرون اب میری شامت حضور سنین۔

تیسرا واقعہ

حضور سنین۔ یہ مدعی جو کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ یہ زیور اُنکا ہی اگر مین غلط نکرون تو ان مدعی صاحب کو جنون ہو گیا ہی یہ زیور اول تو ایک عام قسم کا ہی اور شوکت آباد مین عموماً اس طرح کا زیور دوکاندار بازارہ بنایا کرتے ہین

چارپائی اُسکے پہرے کے روبرو تھی سپاہی بہتیرا سر دُھنتا تھا مگر جھوٹ بولنے نے اُسکو آفت مین ڈال رکھا تھا خداوندا گر وہ سچ کہدیتا کہ مین سو گیا تھا تو ایسے مظلمے سے تو بنجات اُسکی ہو جاتی پہرے پر سو جانے کی بلا سے سزا ہوتی تو ہوتی مین اُس مقام پر بالضرور ان تماشائیون اور اپنے نا لائق حال کے سننے والون کو نصیحت کرتا ہون کہ جان بکجانے کا اندیشہ ہو تو بھی ہرگز ہرگز ایک لفظ جھوٹ نہ بولین جھوٹ بولنے سے بیگناہ بھی گناہگار ٹھہرایا جاتا ہے اور ایک جھوٹ لفظ کے کہنے سے بہت جھوٹی باتین بنانی پڑتی ہین اسواسطے ہمیشہ راستی اختیار کرنا چاہیے اور سچ بولنے سے اگر گناہگار سزا پائے تو کچھ مضائقہ نہین غرضکہ مرزا جی کی جان پر بن آئی ہتھکڑی بیڑی پڑگئی اور تحقیقات اسکی شروع ہوئی کہ سپاہی کے پاس لڑکا کیونکر آیا اور لڑکا کچھ پہنے بھی تھا یا نہین مگر اُس دُربے بہاکے کھو جانے مین کسی کو اسکی پروا نتھی کہ لڑکا کیا پہنے تھا اور کیا گیا اور پھر اُس کھوئے ہوے لال کے ملنے کی وہ خوشی تھی کہ لاکھون اُسپر نثار تھے لیکن جب کھود کھاد ہوئی تو معلوم ہوا کہ لڑکے کے گلے مین ہار نہین ہے یہ سنکر کوتوال نے مرزا کے سوا ساری چوکی کے سپاہیونکی خانہ تلاشی لی مرزا جی کا گھر ڈھونڈا ہر ایک سپاہی کا گھر کھودا پھر چوکی کی چھت دیوارین ڈھونڈوائین مُہریان صاف کرائین تو وہ ایک لڑ جو مُہری مین پڑی تھی نظر آئی قصہ کوتاہ اب یہ ذہن مین جم گیا کہ چاہے نتھو مل ہون یا کلو مل کوئی لڑکے کو مکان کے اندر سے اُڑا لایا اور جب مرزا جی نے اُسے پکڑا تو ایک ہار کی لڑ دیکر بجسکم بہن سگ بہ لقمہ دختہ بہ

کہا کہ کواڑے مین نے بند کیے تھے اُسکے بعد یہ تحقیقات کی کہ باہر سے کواڑ بند کرنے کا
دستور تھا یا نہین معلوم ہوا کہ یہ دستور نتھا تب توجن کا خیال لوگون کے سر
سے اُترا اور پہرے والے کے گلے کے سب کے سب مارہوے پانڈے جی کا نشہ
اُسوقت تک نہ اُترا تھا مین نے اُنکی بھی نبض دیکھی اور ڈانٹا کہ کواڑ کی زنجیر
کیون بند کی گئی تو ناچار ہوکر اُسنے صریح قبول کیا کہ مین نے ایک دوا کھائی
اُسکے کھاتے ہی بیہوش ہوگیا۔ مین نہین جانتا کسنے زنجیر بند کی۔ یہانتک
جب حال کھلا تو معلوم ہوا کہ کوئی لڑکے کو بالضرور دروازے کی راہ سے باہر
لیگیا ہی اُسوقت مین نے کہا کہ کوتوالی مین بھی کسی نے خبر کی تو معلوم ہوا کہ
نہین مین سراسیمہ کوتوالی کو دوڑا تو اُسوقت وہ بچہ کوتوالی مین پہونچایا گیا تھا
اُسکو دیکھتے ہی مین بہت خوش ہوا مگر اُسکو بلکتے دیکھکر کلیجہ مُنھ کو آیا ڈاڑھین
مار مار رونے لگا پھر ضبط کرکے مین نے کوتوال سے سارا حال کہا اور جھٹ پٹ
لڑکے کو لیکر لالہ کے گھر آیا اور نہایت ہی خوشی سے گھر مین اپنے ہاتھ لڑکے کو
پہونچایا اور پھر لالہ کو لیکر کوتوالی گیا اور دریافت کیا کہ لڑکا کہان سے
کوتوالی مین پہونچا آخرش معلوم ہوا کہ سپاہی کی چارپائی پر چوکی پر لڑکا ملا
وہ سپاہی اب پکڑا گیا اور اُس سے تحقیقات شروع ہوئی وہ نہ بتلا سکا کہ کسنے
اُسکی چارپائی پر ڈالدیا اور اُسکے اقرار کے بغیر چارہ نتھا کہ جب وہ پہرے کو
اُٹھا چارپائی پر لڑکا نتھا مگر جب اُسنے پہرہ بدلا یا صبح تھی اور لڑکا چارپائی پر
تھا اور یہ وہ کہہ نہین سکتا تھا کہ پہرے پر مین سوگیا تھا تب تو کوتوال نے یقین
کیا کہ بالضرور اُس سپاہی کے علم سے وہ لڑکا اُسکی چارپائی پر آیا اسواسطے کہ

اصل حال سے واقف تھا بھانپا اور پوچھا کہو تم کچھ بیمار ہو اُسنے کہا کہ نہین کرودھ سے مُنھ اُترا ہوا ہی۔ خداوند نعمت ابتورات ہو گئی حکم ہو تو باقی حال کل عرض کرون۔

سترھوین دن کا بیان

غریب پرور ٹھلوی نے بہت کچھ چھپانا چاہا اور سوائے رنج وغم لڑکے کے کھو جانے کے اور کچھ مذکور نکیا تو مین نے اُسکی نبض دیکھی اور کہا کہ تجھکو ضرور بدہضمی ہی اور کھود کھود کر جب پوچھا تو اُسنے ناچار ہو کر بتلایا کہ رات کو میرے پیٹ مین درد تھا مین نے پوچھا کہ دست بھی آئے تھے تو اُسنے انکار کیا مگر مین نے مہترانی کے بُلانے کو کہا اور لالہ بشیشر پرشاد کو بھی باہر سے اندر بُلایا اور یہ پوچھا کہ کوئی آپ کا بیری بدخواہ بھی ہی تو لالہ کی بی بی نے دفعتہً کہدیا کہ سوائے نتھومل کے جو لالہ کا بھانجہ ہی اور لڑکا ہونے کے پہلے متنفے تھا کوئی میرے بچّے کا دشمن نہین ہی یہ سنکر مین خاموش ہوا تھوڑی دیر کے بعد جب مہترانی آئی اور اُسنے تصدیق کیا کہ علامت دست کی پائخانے مین تھی تب ٹھلوی مجبور ہوئی اور اُسنے اقرار کیا کہ دو مرتبہ وہ کوٹھے سے نیچے اُتر کے گئی تھی پھر مین نے سونچ سونچ کے اور تحقیقات کی کہ جب غُل لڑکے کے کھو جانے کا ہوا تو صدر دروازہ کِسنے کھولا تھا بڑی مشکل سے معلوم ہوا کہ اُسی ٹھلوی نے کھولا تھا مین نے پوچھا کہ دروازہ اندر سے بند تھا یا کھُلا ہوا تھا اُسنے گھبراہٹ مین کہا کہ بند تھا مگر پیچھے سے کہا کہ نہین زنجیر اندر کی کھُلی ہوئی تھی مگر باہر سے بند تھا تب اُسکی تحقیقات کی کہ اندر سے کواڑ بند ہوے تھے یا نہین اور ایک کہارن نے

کاٹی صبح ہوتے ہی مین نے اشنان کیا اور جہان جہان جانے کا معمول تھا
گیا پہر دن چڑھے کے قریب لالہ شبیشر پرشاد کے یہان بھی پہونچا وہان کہرام
مچا ہوا تھا کوئی کہتا تھا کہ لڑکے کو جن لیگیا کوئی کچھ بکتا تھا مین بھی چلا چلا
اُس لڑکے کے واسطے رونے لگا۔ خداوند نعمت وہ رونا بناوٹ کا نہین تھا
اسواسطے کہ مین اُس لڑکے کی جان کا گاہک نتھا آخرش سبکو تسلّی دلاسا دیا
اور سارا حال مین نے پوچھا گھر مین گیا لالہ کی بی بی سے بھی پوچھا وہ
بیچاری زار زار روتی اور جان کھوتی تھی حضور اُسکا رنج اور غم نہایت درجہ
واجبی تھا میری تسلّی اور دلاسا دینے سے جب ذرا سا اُسکو سکوت ہوا تو مین نے
پوچھا کہ آخرش حال پُر ملال تو بتلاؤ اُس بیچاری نے کہا کہ مکان بند
آنے جانے والے کا کیا ذکر میرے گھر مین پرندہ پر نہین مار سکتا مین سوائے اسکے
کہ کوئی جن لڑکے کو اُٹھا لیگیا ہو اور کیا کہون کہان ڈھونڈھون مین
لڑکے کو بھلا چنگا سوتا چھوڑکے ضرورت رفع کرنے کو گئی اور دم کے دم مین پھر آئی
تو ہیرا سا لڑکا پلنگ پر نتھا لالہ کو پکارا اُترنت وہ اُٹھے ٹہلوی بولی گھر بھر جاگتا تھا
ادھر اُدھر ڈھونڈا چور اُچکا ہوتا تو کہان ایسی جلدی غائب ہو جاتا یہ حال
سنکر مین دم بخود ہو گیا اور دیر تک چُپ غمگین بیٹھا رہا اُسکے بعد مین نے سر
اُٹھایا اور کہا بی بی جب آدمی ڈھونڈھ تھکے اور عقل نہ چلے تو ہمارے کے نیاؤ
یہ کہدیا کہ جن لیگیا تو شاید مَن سمجھوتا ہو جائے لیکن کیسا جن اور کیسا برم
اور پریت بھلا اچھی طرح تمنے تحقیقات تو کی ہوتی خیر ٹہلوی کو بلاؤ مین تو
پوچھون جب ٹہلوی آئی تو مین نے اُسکے چہرے سے خداوند چہرہ کیسا مین تو

کہ وہ ٹہلوی عورت ہی رام رے کہہ کے پھر اُٹھی اور دروازہ کھول کے نیچے گئی
اُس عورت کا نیچے اُترنا تھا کہ لالہ کی بی بی بھی جو تھک کے لیٹی تھین
گڑبڑا کے اُٹھین اور اُسی چھت پر ایک سمت کو ایک دیوار کی آڑ مین گئین
مین نے انداز سے پہچانا کہ وہ پیشاب کرنے گئی ہین یہ موقع مجھے نہایت ہی
عمدہ ہاتھ لگا اپنی جگہہ سے جھٹ پٹ مین بجلی کی طرح لالہ کی چارپائی تک
پہونچا مگر مین اوسوقت ایسا پریشان تھا کہ ٹھہر نسکتا تھا جلدی سے لڑکے کو
مین نے اُٹھا لیا اور نیچے چھت کے آن کر دم لیا اور فوراً صدر دروازے کی
کُنڈی آہستہ کھول کے باہر آیا پانڈے جی بیہوش چارون شانے چت پڑے تھے
جلدی سے مین نے باہر کی کُنڈی چڑھائی اور بچے کو لیے ہوے چلتا ہوا اب
یہ بھی اندیشہ تھا کہ صبح قریب ہو پکڑا بنجاؤن غرضکہ مین نے راستے مین لڑکے کا
گلا ٹٹولا اور وہ ہار چلتے چلتے لیا اور عمداً پولیس کی چوکی پر سے گذرا یہ سمجھ لیا تھا
کہ کوئی ٹوکیگا تو کہونگا کہ لڑکا بیمار ہی بید کے پاس لیے جاتا ہون مگر ٹوکتا کون
پہرے والا سپاہی پہرے پر لیٹا سو رہا تھا اور چارپائی اُسکی بچھی ہوئی تھی
مین نے فی الفور لڑکے کو اُسی کی چارپائی پر لٹا دیا اور تھوڑی دور آگے چلکر ایک
لڑہار کی جسمین ہیرا مطلوبہ نتھا توڑکے ایک مُہری مین ڈالدی اور یہ جا وہ جا
اپنے گھر سو رہا اور اپنی جوانمردی اور دلاوری کی سو تعریف کی اور بقیہ ہار کو
بھی مین ہیرا نکال کے ایک کنوئین مین پھینک چکا تو اپنے کیے پر بہت پچتایا کہ
ہاے ہاے جب لالہ کی بی بی پھر کے آئی ہونگی تو اُنکا کیا حال ہوا ہوگا وہ
کیا سمجھی ہونگی کہ بچہ کون لیگیا بہرحال دو تین گھڑی رات جو باقی تھی مشکل سے

سولھوین روز کا بیان

خداوند نعمت مین کبھی دروازے کے پاس جاتا تھا کبھی ایک دالان سے دوسرے دالان مین جاتا تھا کہ اسمین آدھی رات گذر گئی کہ یکایک زینے کا دروازہ کھلا اور ایک عورت اوپر سے نیچے آئی مین لالہ کی بی بی کو پہچانتا تھا مگر وہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی ٹہلوی ہی وہ عورت تو پائخانے کی طرف گئی اور مین نے موقع پایا اور جھٹ پٹ اپنی قسمت کو سراہتا ہوا اوپر چڑھ گیا اور اُس چھت پر پہونچا جہان اُس عورت کا بچھونا بچھا ہوا تھا جو نیچے اُتر گئی تھی اُس چھت کے دوسری طرف جانے کا کواڑ اوڑکایا ہوا تھا۔ مین نے الفور اس اندیشے سے کہ وہ عورت پھر اپنی جگہہ آئیگی اُس دروازے کو کھول کے دوسری طرف ہو گیا اور کواڑ بدستور بند کر دیا خداوند نعمت جب مین کواڑ کے اُسطرف گیا تو لالہ اور اُنکی بی بی دونون اُسوقت جاگتے تھے اُسوقت کا حال نہ پوچھیے ادھر تو مجھے یہ خوف تھا کہ وہ عورت پھر آتی ہوگی اُدھر لالہ جاگ رہے تھے دل میرا دھڑکتا تھا اپنے کیے پر پچھتاتا تھا مگر دل کو مضبوط کر کے دیوار کے نیچے جہان دیوار کا سایے سے اندھیرا تھا لیٹ رہا اور جو باتین لالہ اور للائن سے ہوتی تھین سنا کیا اور افسوس ہی کہ مین نے اُنکی بے تکلفی بھی آنکھون سے دیکھی تھوڑی دیر مین وہ عورت جو نیچے گئی تھی اپنی جگہہ پھر آئی اور لیٹ رہی مگر کراہتی تھی اندازسے مجھے معلوم ہوا کہ اُسکے پیٹ مین درد ہی ابتو مین سخت حیران ہوا کہ نہ وہ عورت سوئیگی نہ مین اُترسکونگا ادھر لالہ جدا کھا لیتے ہین مجھے اپنی گرفتاری مین کوئی کسر باقی نہین دکھائی دیتی تھی کہ اتفاقاً لالہ باتین کرتے کرتے خراٹے لینے لگے اور وہ غافل ہوے ہی تھے

اُنکا پہرا ہی جب یہ معلوم ہو گیا تو مین نے پانڈے جی سے کہا کہ دوا تو لی مگر تمنے
نہ کھانے کا وقت پوچھا نہ اُسکا انوپان دریافت کیا لو سنو اِس اُکھد کو تم جب پہرے
کو اُٹھو تو کھا لینا اور بڑی بھور جب مین آؤنگا تو اپنا حال مجھسے کہنا پھر مین پانڈے جی
کی گلی سے نکلکے اپنے گھر آیا اور لالہ کے گھر مین گھُسنے کی تدبیرین سوچتا ہوا نو بجے
کے قریب رات کو لالہ کے گھر کی طرف گیا میرا ارادہ سواے اِسکے کچھ نہ تھا کہ جسطرح
ہوگا دیوار پر چڑھونگا مگر جب مکان کے قریب پہونچا تو سہ منزلہ دیوار دیکھکر میرا
دل کچیا گیا اور بڑا افسوس کیا کہ پانڈے کو ناحق دھتورا کھلایا میرا مقدور نہین ہی
کہ دیوار پھاند سکون یہ سوچتا ہوا دروازے پر لالہ کے پہونچا اتفاق سے دروازہ نرکھ
کے دروازے کی طرح کھُلا ہوا تھا اور پہرے کا سپاہی کسی کام کو شاید چلا گیا تھا
دروازے پر جو مین نے کسیکو نپایا تو بیدھڑک حویلی کے اندر چلا گیا اور غلّہ رکھنے کی
ایک کوٹھی کی آڑ مین جو دہلیز مین تھی اور مین اُسکو پہلے سے جانتا تھا چھپ گیا اور
بے کھٹکے بیٹھا رہا کہ جب دروازہ بند ہوگا اور سوتا پڑیگا تو اُسمین سے نکلونگا
قریب دس بجے رات کے دروازہ بند ہو گیا اور گیارہ ہی بجے سنّاٹا بھی ہو گیا تو مین
نکلا اور بے کھٹکے زینے کی طرف چلا مگر ہاے زینے کا دروازہ اندر سے بند تھا تب تو نہایت
مایوسی ہوئی نہ جاے رفتن نہ پاے ماندن کا نقشہ ہوا۔ خداوند نعمت اب تو
مجھے اُسوقت کا رنج ایسا یاد آیا ہی کہ کچھ کہا نہین جاتا حضور ہی غور فرمائین
کہ جسکی امید کے کھیت پر پالہ پڑ جاے ملی ملائی دولت مٹجاے اُسکا کیا حال
ہوا ہوگا اور رات بھی ہوا چاہتی ہی باقی حال کے عرض کرنے کی کل
اجازت ہو۔

پندرھوین روز کا بیان

خداوند نعمت صبح کو وہ سپاہی آموجود ہوا رات بھر مین مین نے بھی سوچ لیا تھا
کہ اُس سپاہی کو بیہوشی کی دوا دون اور جو اُسکے پہرے کا وقت ہو اُسی وقت
اپنا کام پورا کرون چنانچہ مین نے اُس سے کہا کہ پانڈے جی تمھین کیا بتلا دون
کہان دوا ڈھونڈھتے پھروگے کہو تو تمکو دوا دون کیون خوش ہوگے پانڈے جی
جو کوڑی کوڑی پر ہاتھ پھیلاتے تھے بہت خوش ہوے مین نے پانڈے جی کو تسلّی دیکر
کہا کہ آج دوا تمھارے واسطے تیار کرونگا اور کل دونگا چنانچہ پانڈے جی خوش ہوکر
چلے گئے اور مین نے دوا بنائی جسمین دھتورہ ملا ہوا تھا اور تھوڑی رات گئے
اپنا بھیس بدلا اور دوا فروشون کی سی صورت بنائی اور پوٹلی دوا کی لیکر پانڈے جی
کے دروازہ پر سے نکلا اُنھون نے مجھے بُلا لیا اور اپنا عارضہ بیان کرکے کہا کہ کُچھ دوا
اِس عارضے کی ہی مین نے بہت تعریف کرکے اُنکو دوا دی پانڈے نے خوشی سے
دوا لی اور قیمت دوا کی دی اِس مقام پر اِن سب تماشا دیکھنے والون کو مین
سوجھاتا ہون کہ جبتک دوا کو نہ سمجھ لین اور اُسکے افعال اور خواص پر مطلع نہون
بنی بنائی دوا کسی کی دی ہوئی نہ کھائین یہ میرا مطلب نہین ہی کہ حکیمون کو بے اعتبار
سمجھین مگر نا آشناؤن کے ہاتھ کی دوا کے کھانے پینے مین ضرور خبرداری کرین۔
خداوند نعمت پانڈے جی کہ مین نے دوا دی اُسمین دھتورہ ملا ہوا تھا مگر بعد
دوا دینے کے یہ سوچا کہ اگر بیوقت اسنے دوا کھائی تو بیہوشی ایک تو اکارت جائیگی
دوسرے کھُل بھی جائیگا کہ یہ دوا بیہوش کرتی ہی اسواسطے مین نے اور باپ چیت
کرنی شروع کی اور باتون ہی باتون مین سمجھ لیا کہ دو بجے رات سے بھُور ہونے تک

ساری رات نیند نہ آئی بیکل بے پانی کی مچھلی کی طرح تڑپا کیا آخر شب قریب
صبح کے یہ سوچا کہ گرمی کے دن ہین لڑکا مان کے ساتھ آنگن مین سوتا ہوگا کسی طرح
گھر مین گھسجاؤن اور لڑکے کے گلے سے ہیرا لے آؤن اور سو گیا مگر سورج نکلنے ہی جو
اٹھا تو پھر مایوس ہوا کہ بھلا جہان چوکی پہرہ ہو وہان کسطرح ممکن ہی کہ گھر مین
گھس سکون کیا کہون کہ وہ دن بھی کس اُدھیڑبُن مین کٹا ہاے افسوس پرمیشر
نے بہت کچھ دیا تھا مین نہین سمجھا تھا کہ مین کیون طرح طرح سے پرائے مال
لینے کے واسطے اپنے دل کو دُکھ دیتا تھا اور کیون بیکل ہوتا تھا بہرحال خداوند نعمت
وہ دن بھی کٹا اور پھر رات کو چارپائی پر کروٹین لے لے کے فکر کرنا شروع کی
آخر شب سوچا کہ جلدی کیا ہی ذرا صبر کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ وہ ہار لڑکا ہمیشہ
پہنے رہتا ہی یا اُسی روز اتفاقاً مین نے کہا لاؤ دیکھ تو لون کہین ایسا نہو کہ ساری
محنت پہلی طرح سے ضائع ہو چنانچہ مین پھر لالہ شیشپر پرساد کے یہان گیا اور اُس
پیارے لڑکے کے گلے مین وہ ہار اُس روز بھی دیکھا اور یقین ہو گیا کہ لڑکا اُس ہار کو
پہنے ہی رہتا ہی بیقرار اپنے گھر آیا اور کوئی منصوبہ پکا نکر سکا پھر تیسرے روز معمول کے
موافق جو لالہ کے یہان گیا تو لڑکے کو پھر ہار مین نے پہنے دیکھا جب مین گھر آنے لگا تو ڈوڑکر
لالہ کی ڈیوڑھی کے ایک سپاہی نے مجھسے کہا کہ آپکی تدبیر علاج تو مشہور ہی مجھپر بھی
مہربانی کیجیے مین نے اُسکا حال پوچھا اور سُن سمجھ کے کہا کہ گھر پر میرے آؤ کچھ دوا
بتلا دونگا حضور وہ تو مجھسے علیحدہ ہو کر ٹھہر رہا مگر میرے پیٹ مین چوہے دوڑے اور
یہ شگون اچھا معلوم ہوا۔ خداوند نعمت آج تو پھر رات ہو گئی باقی اپنی بد ذاتی کل
عرض کرنے کی اجازت پاؤن تو نہایت شکر گزار ہونگا۔

ناچار اور بُری ساعت سے مجبور تھا اب حضور سنین کہ برسات گذری جاڑا گذرا
مین نے کبھی اُس ہیرے کا خیال تک نہین کیا اور نہ کرتا مگر ہاے ہاے ایکروز موافق معمول
جو لالہ لشبشیر پرشاد کے یہان گیا اور دیکھا کہ اُنکا پیارا اکلوتا بیٹا جو تھوڑے دن
سے پانوٗن چلنے لگا تھا اور ہاتھون ہاتھ رہتا تھا مینا کی طرح باتین کرتا تھا سب کی
آنکھون کا تارا گھر کا اُجالا تھا اور اُسکی چاندسی صورت چاندنی سی رنگت تھی گلے مین
وہی ہار پہنے تھا جسمین وہ کمبخت ایمان لینے والا ہیرا تھا خداوند اُس ہیرے کو دیکھتے
ہی میرے سر بھوت چڑھا اور جسطرح کوئی بچھڑے ہوے معشوق کو دیکھ کر بیخود ہوجاتا ہی
وہ میرا حال ہوا اُس کیفیت کو بیان نہین کرسکتا ہان گستاخی معاف ہو تو عرض
کرون کہ حضور نے اگر کبھی کسیکو چاہا ہو اور اُسنے اپنا مُنھ چھپایا ہو اور پھر یکبارگی
وہ دلبر نظر آیا ہو تو جو حضور کے دل کا حال ہوا ہوگا اُسے قیاس فرمائین مین نے
بھی اُس لڑکے سے باتین کین پیار کیا مگر دل مین پھر منصوبہ کرنے لگا کہ کیونکر وہ ہیرا
ہاتھ آوے آگے دور سے دیکھا تھا اب نزدیک سے اُسکو دیکھ لیا تھا مگر کوئی صورت
اُس ہیرے کے ملنے کی ذہن مین نہ آئی۔ خداوند نعمت ابتو رات ہوگئی کھڑے کھڑے
مین تھک گیا کل باقی حال عرض کرونگا۔

چودھوین روز کا بیان

خداوند نعمت اُس روز مین لالہ لشبشیر پرشاد کے یہان ایسے سوچ اور فکر مین
رہا کہ نہ بات کیجاتی تھی نہ کسی کی بات سمجھ مین آتی تھی یہانتک کہ لالہ لشبشیر پرشاد نے
مجھسے پوچھا کہ تمھارا مزاج کیسا ہی مجھے شرمندہ ہوکر دردسر کا بہانہ کرنا پڑا آخرش
افسوس سے رنج کھاتا ہوا غم سے دل بیٹھا ہوا مین اُٹھا اور رخصت ہوکر گھر آیا

وہ صندوقچہ لالہ بشیشر پرشاد کی گھر والی نے منگوایا تھا اور مجھے دھوکا ہوا کہ اسمین جواہرات ہین خداوند نعمت اس صندوقچے کو مین نے جلا ڈالا اور مناسب تھا کہ پھر مین اس ہیرے کی فکر نکرتا چنانچہ ایسا ہی کیا ابتو رات ہوگئی اگر حضور باقی میری شامت کی سماعت کل پر ملتوی کرین تو پردرش ہوگی۔

تیرھوین روز کا بیان

خداوند نعمت مین نے مضبوط عہد اپنے دل سے کیا کہ اس نالائق ہیرے کی فکر نکرون اور اپنے عہد کو مین نباہتا تھا مگر حضور طمع عجب بلا ہی اور ایسی چیز ہی کہ نہ بے انتہا دولت سے جاتی ہی نہ سمجھ اور بدھ اسکو کھوتی ہی نہ زہد اور پارسائی سے اسکا کھوج مٹتا ہی۔ اے غریب پرور جو آدمی سدا نیک نہاد پاک باطن رہتے ہون وہ بھی دم کے دم ہی کو سہی اس کمبخت لالچ کے جال مین پھنس جاتے ہین اس روز روشن دنیا مین منھ کالا کرتے ہین چھوٹے سے بڑے تک دھرمی آدھرمی نیک و بد ایمان دار بے ایمان کوئی ہون چاہے کسی مذہب کسی دھرم کسی دین کے پابند ہون یا نرے ادھی کافر ہون مگر سب پہچانتے ہین کہ کیا اچھا ہی کیا برا۔ برا کام سب کے نزدیک برا ہی اور بھلا تو بھلا ہی ہی پرایا مال لینا کسی کے نزدیک اچھا نہین مگر جو بیان حاضر ہین خفا نہون مین نہین کہہ سکتا کہ اگر رکھا ہوا مال نظر آوے اور ہاتھ چڑھا دکھائی دے اور کسی کی مزاحمت کا اندیشہ نہو تو چاہے وہ ٹکے ہی کی مالیت کا ہو مگر رال ٹپک پڑے کوئی ایک روپیہ بھی نظر دکھلاوے تو چاہے وہ کیسی ہی ہدی سے آیا ہو مگر ہاتھ لینے کو پھیلجاہین یون جو چاہے مجھپر ملامت کرے مگر مین ہرگز ایسا آدمی نہین ہون بھلائی اور برائی کو خوب پہچانتا ہون لاکھ کو لیکھ سمجھتا رہا ہون لیکن افسوس شامت نحبت سے

اور عورتون کا غٹ کا غٹ اُس دولت سرا سے باہر نکلا مین گھنگار بھی اُنکے ساتھ ہوا اور اپنے سلامت نکلنے پر جسقدر مسرور ہوا اُسقدر مجھے اب یہ تردد ہوا کہ نہین معلوم وہ ہیرا میرے ہتے چڑھا یا نہین تو بھی اپنے دل کو سمجھاتا تھا کہ خواہ مخواہ وہ بے بہا ہیرا میرے ہاتھ آیا اسکا تو مجھکو کچھ کھٹکا تھا ہی نہین کہ اُسی رات کو یا صبح کو بھی اُس صندوقچہ کی تلاش کا کسی کو ہوش ہوگا اور یہ تو دلجمعی تھی کہ چاہے جب اُس صندوقچے کے چوری جانے کی اطلاع ہو مجھپر کوئی شبہہ کیون کرنے لگا اسلیے جو کچھ اندیشہ مذلت کا مجھے تھا وہ لالہ بشیشر پرساد کے گھر سے نکلتے ہی جاتا رہا تھا البتہ ذرا چوکیدارون کی روک ٹوک کا خیال تھا سو مین نے وہ کپڑے اُتار پھینکے تھے اور اپنے اصلی کپڑون مین تھا اور اسوجہ سے وہ بھی دہشت جاتی رہی تھی چوکیدارون یا کوتوال کی کیا مجال تھی کہ میرے مُنھ چڑھتے قصہ مختصر یہ ہی کہ اپنے باپ کا سامال لیکر اپنے گھر آپہونچا رات کم رہی تھی صندوقچے کے کھولنے کی پروا مین نے نہ کی اور جیسے کوئی مہم فتح کرکے سوتا ہی اطمینان سے سو رہا صبح کو جب اُٹھا اور ضروریات سے فراغت ہوئی تو نہایت ہی دلجمعی سے مین نے اُس صندوقچے کو کھولا اب جو کچھ حال اُس صندوقچے کے کھولنے کے بعد ہوا اُسکو عرض نہین کرسکتا اندوہ و یاس سے دل میرا معمور ہوگیا قریب تھا کہ داڑھین مار مار رونے لگون مگر خداوند نعمت ضبط کیا اور جو دل کو صدمہ ہوا سو ہوا حضور آپ پوچھتے ہی ہین تو عرض کرتا ہون کہ اُس کمبخت صندوقچہ مین بجز بہت سی پوڑیون کے جسمین صرف خاک دھول تھی اور کچھ نتھا اور جس صندوقچے مین یہ گنہگار بے بہا چیزین سمجھا تھا اُسمین خرافات خوشبویات یا سیندور وغیرہ کے سوا اور کچھ نہین تھا معلوم ہوتا ہی کہ کسی خوشبودار شی کے نکالنے کی غرض سے

کے لینے کا خیال کرون اپنے نکلنے کی راہ ڈھونڈھی تو اتفاق سے ایک دروازہ شمال کی جانب نظر آیا اور چونکہ وہ مقفل نہ تھا اسلیے جان مین جان آئی اور سوچ لیا کہ بلا سے اگر وہ دروازہ کھڑکی کا بھی ہوگا تو مین پھاند ونگا ہاتھ یا ٹانگ ٹوٹے یا سر پھوٹے یا کمر کولے سے اکھڑے مگر مین نے حواس درست کرکے صندوقچہ کو لیا اور اسی قصد مین ہوا کہ جہانتک سہل سے نکل سکون جان جوکھم کیون کرون چنانچہ مین آہستہ آہستہ قبل اسکے کہ دروازہ بند کرنے کی نوبت آوے کوٹھری سے نکل آیا اور گانے والیون مین مل گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھا اور دہلیز مین بے کھٹکے پہونچ گیا اب اندیشہ یہ ہوا کہ دروازے پر ٹوکا جاؤنگا اور راز سربستہ کھلیگا ناچار کواڑکے اوٹ مین چھپٹ رہا اسوقت کی بیکلی اور گھبراہٹ جب یاد آتی ہے تو چھٹی کا کھایا منھ پر آتا ہے مگر حضور مین بڑا بیحیا اور نہایت ہی بدکردار ہون کہ کس ڈھٹائی سے اپنے جرم کا اقرار کر رہا ہون کیا یہ سارا مجمع مجھپر نفرین کرتا ہوگا اگر کرتا ہے تو کرے مگر نفرین کے ساتھ اُنکو مجھسے اقرار کرنے کا سبق سیکھنا چاہیے یہ ذلت یہ رسوائی مین سب اس جہان کی اسلیے جھیلتا ہون کہ عقبے کی دار وگیر سے بچون یہانکی سزا نہایت آسان ہے اگر پھانسی تک ہو تو دم کے دم مین گذر جائیگی مگر وہانکی سزا تو کالے نہ کٹیگی حضور بھی بالضرور مجھے بیحیا جانتے ہونگے۔ کیون حضور کیا یہ مین سچ سمجھتا ہون اگر سچ ہے تو بڑا غضب ہے حضور ابتو بہت دیر ہوئی کل پر میری سماعت کی سماعت کو ملتوی فرمائیے۔

بارھوین روز کا بیان

خداوند نعمت مین کواڑ سے چمٹا ہوا اسوقت تک کھڑا رہا کہ گانے کا مجمع منتشر ہوا

اپنی محنت کے اکارت جانے پر جو مجھے افسوس ہوا اُسکو مین بیان نہین کرسکتا بعید نہین تھا کہ مین اپنے رونے کی آواز اُنکے گیت کے تال مین ملا دیتا مگر مین نے بہت ضبط کیا اور تھوڑی دیر مین ایک ضرورت سے اپنا صندوقچہ اُس اندر کی انجرائے منگوایا اُس صندوقچے پر جیسے ہی میری نظر پڑی مجھے یقین ہوگیا کہ وہ بے بہا ہیرا اُسی مین ہی اور مین نے خوب آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھا کہ وہ صندوقچہ کہان رکھا گیا۔ خداوند نعمت ابتو رات ہی ہوگئی اگر حکم ہو تو باقی اپنی شامت کی سرگذشت کل پر موقوف کرون۔

گیارھوین روز کا بیان

خداوند نعمت جس جگہ وہ صندوقچہ پھر رکھدیا گیا اُسکو مین نے بخوبی پہچان لیا اور ایسا خوردفتہ ہوگیا کہ مین تھوڑی دیر کے بعد اُسجگہ پہونچ گیا جہان وہ صندوقچہ رکھا تھا۔ سچ ہی ؎ بدوزد طمع دیدہ ہوشمند ؎ درآرد طمع مرغ و ماہی بہ بند ؎ اُسوقت کی کیفیت جو یاد آتی ہی تو تمام بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین نہ تو مین نے یہ خیال کیا کہ وہ کوٹھری ہی اور اُسکا دروازہ بند ہوجائیگا تو کہان سے مین نکلونگا نہ مین نے اِسکا خیال کیا کہ اگر کسی نے میری پرچھائین سے بھانپا کہ کوئی کوٹھری کے اندر گیا ہی اور اندر میرے پیچھے چلا آیا تو کیا کرونگا مگر جب کوٹھری مین پہونچگیا تب عقل درست ہوئی ابتو پانون پھول گئے چھکے چھوٹ گئے لینے کے دینے پڑے اور یقین ہوگیا کہ میرے واسطے وہ کوٹھری فی الواقعی جیلخانہ ہی مگر حضور اوسان عجب چیز ہی جو سنا تھا کہ معرکہ کارزار مین نہ ہتھیار کام آتا ہی نہ تلوار آبدار نہ زور و طاقت مگر اوسان کہ وہان میرے کام آئے مین نے قبل اِسکے کہ صندوقچے

درخواست قبول کی الا مین نے اُسکے حکم سے بھی عدول کیا تب تو میری غیوری
اور بے غرضی اور خیر خواہی کی اُنکے خاندان مین دھوم ہو گئی اور میرے قدیم دوست
لالہ جیون رام نے جنکا واقعی مین گنہگار تھا میری حد بھر تعریف کی اُسکے بعد اگر
مین متنبہ ہو جاتا اور اپنے اُس بیہودہ خیال سے باز آتا تو کیسی میری خوش نصیبی
ہوتی مگر نہین شامت گناہ کی کب چھوڑتی تھی چوری کی جہانتک تدبیرین مین نے
سوچین اُنمین سے کوئی پیشرفت نہوئی چند مہینے کے بعد وہ نیکبخت بی بی لالہ شنبھو ناتھ
کی خود بیمار ہوئی اور میری تقدیر نے اُسکا معالج بھی مجھے کرکے اُسے بھی میرے
حلقۂ عقیدت مین پھنسایا یقین جانیے کہ اگر مین صاف صاف اُس ہیرے کمبخت کو
مانگتا تو وہ نہایت ہی خوشی سے اپنی تندرستی پر نثار کرکے مجھے دیدیتی مگر ایسا
خوش قسمت کہان تھا کہ سادگی سے اُس ہیرے کو لیتا۔ اب سنیے کہ جب اُس
نیکبخت نے غسل صحت کیا اور خوشی کے رت جگے ہونے لگے تو مین بھیس بدل کے
ایک رات اُس خوشی کے گھر مین نہایت آسانی سے چلا گیا۔ مین اِس مقام پر
صاف صاف اُن لوگون کو متنبہ کرتا ہون کہ جو خوشی مین بھرکے بیہوشی کا جام
پی لیتے ہین تاکہ وہ خبردار ہو جاوین اور ایسی بیہودہ تقریبون سے کوسون دور
رہین اسلیے کہ جب ایسی تقریب ہوتی ہی تو آنے جانے والون کا امتیاز ہو ہی نہین سکتا
اور کوئی بھی مجسا بدمعاش گھر مین بے تکلف گھس سکتا ہی غرضکہ مین مارے خوشی
کے جو گھر مین گھس گیا اُدھر تو وہ بے تکلفی کے گیت گائے جاتے تھے اور سارے گھر
کی عورتین خوشی کے جوش مین از خود رفتہ تھین اور مین اپنی تاک جھانک مین
تھا لیکن افسوس کہ وہ مار جسمین میرا دل پذیر ہیرا تھا اُس نیکبخت کے زیب گلو نہ تھا

سوچتا رہا اُنکو بیان کرکے کہانتک سمع خراشی کرون حاصل کلام یہ ہی کہ لالہ بشنیشر پرساد
کے گھر مین جانے کی کوئی راہ نہ نکلی تو قریب تھا کہ مین مایوس ہو جاؤن اور اپنے
اُس ارادے سے باز آؤن مگر یہ کیونکر ممکن تھا کہ گناہ سے مین بچ سکون اتفاقاً
لالہ بشنیشر پرساد بیمار ہوکر صاحب فراش ہوئے اور عیادت کے بہانے سے مین اُنکے
گھر مین پہونچ ہی تو گیا اور سارے مکان کا نقشہ میرے دل پر نقش ہو گیا میرا
وہان ایکساعت کا پہونچنا کافی تھا فوراً مین حکیم بنگیا اور لالہ کا مرض غور کرکے
سمجھ لیا چاہے میرا مطلب کچھ ہی کیون نہو مگر یقین جانیے کہ لالہ کی جان بچانے کے
واسطے مین نے مسیحائی کی جو جو اُنکے معالج تھے سب کے نسخے معطل کرا دیے اور ایسا
علاج تجویز کیا کہ لالہ کے حلق سے اُترتے ہی آثار صحت نمایان ہوئے تب تو لالہ کو
میرے کمال پر بڑا خیال ہوا اور میری جدائی ناگوار ہوئی اب مین بھاگتا تھا مگر
باندھ پکڑکے رکھا جاتا تھا اسطرح ایک ہفتہ مجھے گذرا دو ایک رات مین لالہ صاحب
کے پلنگ کے قریب سو بھی رہا جب لالہ اچھے ہوئے تو میرا کلمہ پڑھنے لگے خداوند نعمت
اب تو بہت دیر ہو گئی اگر مرضی مبارک ہو تو بقیہ داستان کل کے واسطے رکھون

دسوین روز کا بیان

اے حضور زیادہ نہ بکونگا اور درمیانی حالات کو جہان کا تہان چھوڑکے مختصر
بیان کرتا ہون کہ جب لالہ صاحب کو صحت ہو گئی اور دان پُن ہوا تو میرے واسطے
بھی ایک صلہ معقول تجویز ہوا مگر استغفر اللہ مین کیون لیتا صریح انکار کیا اور
جہانتک اُنھون نے مبالغہ کیا مین نے اپنے رد قبول پر اصرار کیا یہانتک نوبت
پہونچی کہ اُس نازنین نے جسکے گلے کا ہار مین تاک چکا تھا نہایت منت سے مجھسے

مین نے فوراً پہچان لیا کہ وہ عورتین اُسی کے خاندان کی ہین اور اتنا ہی مجھے اُسوقت پتہ لگانا تھا یہ تو میری غرض تھی ہی نہین کہ مین اُسی میلے مین ہیرا اُڑا لون غرضکہ جب میرے ذہن مین آیا کہ وہ میرے دوست لالہ لشبیشر پرساد کے خاندان کی عورت ہی تو مین جلد اپنے دوستون کے ساتھ ہو گیا اور جدھر وہ جاتے چلا گیا۔ حضور ابتو بہت دیر ہو گئی کل پر میرے بیان کی سماعت ملتوی فرمائیے۔

نوین روز کا بیان

خداوند نعمت وہ رات تو اُدھیڑبُن مین میری کٹی دوسرے روز بعد دوپہر کے کوئی حیلہ کرکے مین لالہ لشبیشر پرساد کے یہان جا پہونچا اور اُس بہانے کو ایسی ترقی دی کہ اکثر لالہ لشبیشر پرساد کے یہان آنے جانے لگا اور اُس آمد و رفت مین میری محبت مصنوعی لالہ کے ذہن مین اصلی ٹھہری میری وہ کوشش اور سعی صرف واسطے اِس اکشاف حال کے تھی کہ وہ پدمنی ہیرے والی خاص اُنھین کے گھر مین رہتی ہی یا اُونکے کسی عزیز کی واسطہ دار ہی مگر میری قسمت سے وہ عورت اُنھین کی پیاری بی بی ٹھہری تب تو میری دلجمعی ہوئی کہ محنت سُوارت ہوئی اور تن بدن سے اُس ہیرے کے لینے کی دُھن بندھی۔ حضور عالی آپکو یقیناً خود بھی تجربہ ہوگا کہ جس کام کرنے پر ہمت مصروف ہوتی ہی اُسکی دُھن بندھ جاتی ہی اور بے پورے کیے کل نہین پڑتی حضور یہ ضرور نہین ہی کہ دُھن اچھے کامون ہی کے لیے مخصوص ہو نہین نہین چاہے بُرا کام ہو چاہے بھلا دُھن کا ستیاناس جائے ایسی ہاتھ دھوکے آدمی کے پیچھے پڑتی ہی کہ نہ نیک سوچتا ہی نہ بد دھن کی رات دن تکمیل ہی کہ جال مین پھنسا رہتا ہی مین اپنی شامت کو کس زبان سے بیان کرون اور جو جو طومار مین

پڑتی ہی چاہے وہ کیسی بدصورت اور کریہ منظر ہی کیون نہون مین نے جس عورت
کے گلے مین ہیرا دیکھا تھا وہ بدصورت نتھی ورنہ مین پری پیکر اُسکو نہ کہتا جیسی وہ
عورت خوبصورت تھی ویسی ہی اُسکی چتون سے عفت اور حیا بھی ٹپکتی تھی۔ مین
اس مقام پر بالضرور اپنے ملک کی عفت اور حیا کی تعریف کرونگا خداوند نعمت
اگرچہ مین اس مُلک سے باہر نہین گیا ہون اور دوسرے بلاد کی عورتون کو مین نے
نہین دیکھا ہی مگر چونکہ بہت سے قصّے اور حکایت مین نے پڑھی ہین اور اُن ملکون
کے حالات جہان عورتین اپنی آزادی کا زور مرد اپنی بیباکی کا دعوے کرتے ہین
خوب سُنے ہین حضور یقین کرین کہ اُن آزاد ملکون کی عورتون کی عفت اور حیا
ہمارے مُلک کی شریف عورتون کی شرم کی ترازو مین ہرگز ہرگز نہین تلتی ہمارے
ملک کی عورتین ایسی نہین ہین کہ بے باکانہ کسی مرد کے ساتھ پھرنے لگین پھرنا
تو ایک محال امر ہی کیا ممکن ہی کہ اپنی آواز نکالین گھر سے اکیلے نکلنا ہی بیجا سمجھتی
ہین کسی مقام پر بے وجہ پھرنا عیب گنتی ہین خلاف وہانکی عورتون کے جو مردون مین
بیباکی کرنا تہذیب کا تمغہ جانتی ہین خیر مجھے اُنکی بُرائی یا غیبت کرنے سے کوئی
غرض نہین ہی اور جو اپنے ملک کے عورتون کی تعریف کرنی منظور تھی بلا مبالغہ
مین نے عرض کردی اب حضور سنین کہ وہ ہیرا پہننے والی عورت اپنے ہمراہی گروہ
کے ساتھ جسطرف جاتی تھی اُسطرف میرے ہمراہی جانا نہین چاہتے تھے اور اس سبب سے
میرے دل مین بڑی گھبراہٹ تھی مگر عین اُسوقت مین کہ مین اُس عورت کے
نہایت ہی متصل چل رہا تھا ایک اپنے دوست کو کہ وہ مہاجن تھا مین نے دیکھا
اور اُسکی چتون سے مین نے بھانپا کہ اُن عورتون کے قریب میرا ہونا اُسکو ناگوار ہی

بہتر ہونا کہ مجھے بھی اس چقلس سے مہلت ملتی اور حضور بھی آرام فرماتے۔

آٹھوین روز کا بیان

بہت خوب خداوند نعمت مین راست راست بلا کم و کاست ہی عرض کرونگا لالہ جیون رام کے گنہگار ہونے پر مجھے چند روز گذر گئے تھے اور جرم کا کلنگ میرے ماتھے پر چڑھ چکا تھا کہ مین نے سورج کنڈ کے میلے مین ایک نہایت پری پیکر عورت کے گلے مین اس سے بھی بہتر ہیرا دیکھا جسے مین لالہ جیون رام کے یہان چرا چکا تھا بجز دیری نظر پڑنے کے دل مین یہ ارادہ ٹھن گیا کہ اس ہیرے کو بھی اپنے دوست کے لیے اڑا لون خداوند نعمت مجھے اسقدر اسوقت مقدرت حاصل تھی کہ اگر مین چاہتا اور تلاش کرتا تو اپنے پاس سے قیمت دے کر مول لیتا لیکن نہین چوری کا چسکا پڑ چکا تھا دل نے یہ ہی چاہا کہ مین اس ہیرے کو بری طرح سے لون جسوقت میری نظر اس عورت کے گلے پر پڑی تھی وہ معزز دوست بھی میرے ساتھ تھے مگر انھون نے نہ وہ ہیرا دیکھا تھا نہ وہ جانتے تھے کہ میرے دل مین کیا سما گیا ہی وہ مجھے اور طرف متوجہ کرتے تھے مگر مین کیا خاک دوسری جانب مائل ہوتا میرے تو تن بدن سے لگی تھی کہ کسیطرح یہ دریافت کرلون کہ وہ نیکبخت عورت کون ہی غریب پرور مجھے سخت حیرانی ہی کہ لوگ کیون اپنی عورتون کو مجاز کرتے ہین کہ بن ٹھن کے میلے کو جاوین اور اپنے حسن خداداد کو زیور سے میلا کرکے تماشبینون پر وقف کرین دیکھو ہی کہ میلی کچیلی عورتین جو بنا سنگار کرکے میلے مین پھرتی ہین چاہے وہ کیسی ہی حسینہ اور جمیلہ ہی کیون نہون مگر انپر کسی کی نظر نہین پڑتی مگر ان عورتون پر جو بنی ٹھنی رنگ برنگ کے کپڑے پہنکر اور زیور سے سج کر نکلتی ہین انھین پر ہر ایک کی نگاہ

اور قدر افزائی سے اور بہت سے مہاجنون سے مجھسے ملاقات ہوگئی اور بڑی بڑی سرکارون مین میری رسائی ہوئی تو بھی مین نے اپنے ہی پیشہ پر قناعت کی لیکن اسوجہ سے کہ عمدہ عمدہ اور قیمتی مال کے فروخت کا مجھے موقع ملتا تھا لہذا میری آمدنی بڑھتی گئی باینہمہ میری شامت اعمال تو میرے ساتھ تھی بلاضرورت بھی گناہ مجھے راغب ہی کرتی رہی - بہرحال مین نے لالہ جیون رام کی چوری کی اور مجھے صریح اپنے جرم کا اقرار ہی۔

دوسرا واقعہ

اب مین دوسرے جرم کا اقرار کرتا ہون حضور متوجہ ہوکر میری دوسری شامت کی حکایت کو سنین کیا حضور مین خود اقرار نکرون تو کوئی بھی مجھکو ماخوذ کرسکتا ہی ہرگز ہرگز مجھے ملزم نہین کرسکتا لیکن جو گناہ مین نے کیا اسکی سزا مجھے جھیلنا ہی اسلیے مین خود ہی کیون اسکا اقرار نکرون چاہے مجھے کوئی کچھ بھی سمجھے مگر حقیقت مین مین ایماندار ہون ایمانداری مقتضی اسی کے ہی کہ جو سزا اس چندروزہ زندگی مین ہونی ہی اسکو راست باز آدمی قبول کرلے اور بڑی فضیحتی سے جو پر مبتلا کے روبرو بہت سے آدمیون مین ہوگی اس سے اپنے کو بچاوے افسوس میری بدکرداری پر اور لعنت میرے اطوار پر مجھے بار بار میری غیرت روکتی ہی کہ مین نے جیسا ضبط کیا اسپر اور بھی مضبوط ہون تا یہ مجمع جو حضور کے اجلاس مین ہو رہا ہی میرے نصایح نہ سنے لیکن مین اپنے کو فضیحت کرنا پسند کرتا ہون اور زیادہ تر اپنی تفضیح اور ذلت سے خوش ہونگا اگر اس مجمع والے میرے حال سے نصیحت پکڑین اور آئندہ سے جس کسی نے کسی آدمی کا قصد رکھا ہو میری طرح اقرار کرکے چندروزہ سزا کو برداشت کرے حضور آج تو بڑی دیر ہوگئی ہی

حضور مین نہایت سیہ کار ہون اور یہان جو میری گت ہو رہی ہی اور ایک ہجوم
تماشائیون کا میرے گرد کھڑا ہوا میرے بیان کو سُن سُن کر نفرین کر رہا ہی یہ حقیقت مین
بمقابلہ اُس سزا کے جو پوربلی مین ہونے والی ہی کچھ حقیقت نہین رکھتی اور جبکہ مجھے پرمیشر
کے حضور مین چار و ناچار اپنے قصور کا اقرار کرنا پڑیگا اسواسطے کہ وہان زبان کی
لسانی عقل کی رسائی سب نکمی ٹھہریگی اپنے ہاتھ پانون آنکھ کان کی گواہی سے
مجھپر جرم ثابت ہوگا تو مین کیون جھوٹھ بولون اور جب مین نے اپنی کمال نالائقی
سے پرمیشر سے شرم نہ کی تو آپ کے سامنے کیون شرم کرون یا ان بھائی تماشائیون سے
حیا کرون بلکہ مجھے امید ہی کہ میرے یہان سے ان میرے بھائیون کو جو نہایت ہی کان
دے دے کر میری شامت سُن سُن کر حیران ہوتے ہین بڑی نصیحت ہوگی اب مین جو
عرض کرتا ہون اُسکو سینیے کیا افسوس ہی کہ میرے گناہ پر میرے محسن لالہ جیون رام کو
مطلق خبر نہوئی اور بعوض اسکے کہ وہ مجھے اپنا دوکھی جانتے وہ میری اُس تدبیر سے
جو کہ مین نے اُنکی صحت کے لیے کی تھی نہایت ہی مجھسے راضی ہوے اور زیادہ تر مجھ پر
مہربانی کرنے لگے اور اُنھین کی روزافزون مہربانی سے میرے کاروبار کی رونق بھی
ہوئی مگر مین بہت ہوشیاری سے کرتا رہا ایک اور موقع پاکر مین نے اُس دھگدھگی
کو جس سے ہیرا نکال لیا تھا دیرانہ قریب مسجد سے اُکھاڑا اور اپنی جیب مین لیے رہا
ایکروز مین نے اُسکو موقع پاکر لالہ جیون رام کے صندوقچے مین اس خوبی سے رکھدیا
کہ عرصے کے بعد لالہ جیون رام کے ہاتھ لگی اور جبکہ لالہ نے وہ دھگدھگی اپنی بی بی کو
دی تو بڑی سیر ہوئی کہ لالہ کی بی بی نے لالہ ہی کو ہیرے کا چور ٹھہرایا اور مہینون
اُنمین جھگڑہ اور بدگمانی رہی مگر مین لالہ کا نہایت شکرگزار ہون کہ اُنکی مہربانی

کوئی علاج نہوگا چنانچہ مین ایک پچکاری نہایت عمدہ جلدی سے مول لایا اور اپنے ہی
ہاتھ سے پچکاری دی غرضکہ تیسرے پہر کو لالہ کو افاقہ ہوا اُسوقت تک بی بی کو خیال
نہین ہوا تھا کہ اُنکا زیور چوری گیا اور کیونکر ہوتا کہ بوجہ کمال تردد کے اپنے تن بدن
کی اُس پارسا بی بی کو خبر نتھی ہنوز مین وہین موجود تھا کہ بی بی نے سمادھان ہوکر
جب مُنھ دھونے کا قصد کیا تو کڑے ہاتھ مین نظر نہ آئے اُسوقت چرچہ ہوا کہ گلے کا ہار
بھی نہین ہی مگر ہار تو اُنکی بھاوج نے آنگن مین پڑا پاکر رکھ چھوڑا تھا اُسوقت دیا
مگر جو دُھگدھگی اُسمین نتھی یہ بدگمانی بچاری بھاوج پر ہوئی لیکن جنکے روبرو اِس
بے گناہ نے ہار پایا تھا اُنسے مقابلہ کرایا تو بڑی فکر ہوئی کہ کِسنے دُھگدھگی اور کڑے
اُڑائے آخرش لالہ کو خبر پہونچی اُنکے عارضے کا یہ ضرور اچھا علاج ہوا اسلیے کہ عارضہ
کی جانب سے اُنکا خیال بالکل جاتا رہا اور مال مسروقہ کی فکر مین تحلیل ہونے لگے سو سو
فکر کرتے تھے کہ کِسنے لیا مگر سواے اِسکے کہ گھر والون پر شبہہ کرین یا جہان تقریب مین
بی بی گئی تھین وہانکی ہت پھیر کا گمان کرین اور کیا خیال کرسکتے تھے باہر کے چور
آنے کا گمان بھی نہین ہوسکتا تھا پھر تھوڑی دیر مین جبکہ بچھونا اُٹھایا گیا تو تکیے کے نیچے
کڑے کی جوڑی کسی خادمہ نے پائی اُسوقت اور بھی اچرج ہوا لیکن کسی کے ناخن فکر
سے راز سربستہ وا نہوا غرضکہ مین بھی متفحص اور متجسس رہا آخر کو اپنی فکر کو بیکار ظاہر
کرکے چلا آیا اور اِسقدر بس ہی کہ وہ مال مجھے شیر مادر ہوا۔ لیجیے حضور جُرم کا صریح
اقبال ہوچکا کہ مین نے لالہ جیون رام کی دُھگدھگی اور کڑے کی جوڑی چُرائی اور مجرم ہوا
اب رات ہوگئی اگر حکم ہوگا تو کل دوسرے جرم کا اقرار کرونگا۔

ساتوین روز کا بیان

دروازہ کھول دیا اور وہ اوپر گئی اور لالہ کے کراہنے کی آواز آنے لگی معلوم ہوا کہ پیٹ مین درد ہی غرضکہ رمدیا پھر نیچے آئی اور عورتون کو جگایا ہلڑ مچا بید جی کی طلبی ہوئی مگر مین دم بخود پڑا ہی رہا یہانتک کہ عورتین باہر سراسیمہ آنے جانے لگین تب تو مین نے موقع پایا اور مین بھی گھبرایا ہوا اضطرار کی حالت مین جھپٹتا ہوا باہر آیا پہرہ والے نے مجھے بھی خیال کیا کہ کسی کے بلانے کو یہ عورت بھی جاتی ہوگی نہین ٹوکا مین نے نہایت ہی غنیمت جانا اور چلتے چلتے زنانے کپڑے اتار کے بغل مین دبائے اور ایک خالی دکان مین لیٹ رہا صبح ہوتے ہی بھلے مانسون کی طرح اپنے گھر آیا اور جلدی سے حوائج رفع کرکے اُن دوست کے پاس گیا اور سوتے سے جگا کر وہ دھگدھگی اُنکو دکھلائی متعجب ہوکر اُنھون نے پوچھا کہ اِین یہ کیونکر ملی مین نے کہا کہ تمکو ایسے سوال سے کیا حاصل ہے کسی طرح جلدی یہ لے بھی لو کہ مین یہان سے جاؤن وہ بہت ہوشیار آدمی تھے اُنھون نے کہا کہ مین دھگدھگی کیا کرونگا ہیرا مین نکالے لیتا ہون چنانچہ ہیرا لیکر وہ دھگدھگی پھیر دی حقیقت مین جسقدر مالیت کا وہ ہیرا تھا اُسی کے قریب قریب مالیت کے دوسرے جواہر اور سونا اُس دھگدھگی کا تھا غرضکہ ہیرا دیکر دھگدھگی مین نے لے لی اور رخصت ہوکر سیدھا شہر کے باہر گیا اور ایک ویران مسجد مین جاکر مین نے اُس مال مسروقہ کو خدا کے سپرد کیا اور پھر اپنی جگہ آکر تھوڑا سویا اور اُٹھکر حسب معمول لالہ کی دکان پر گیا تو سنا کہ لالہ بیمار ہوگئے ہین غرض مضطربانہ اُنکے یہان بھی گیا اور عیادت کے لیے لالہ تک پہونچا وہ نیچے کے درجے مین جہان مردانہ بھی تھا اُسوقت بیٹھے ہوے تھے اور علاوہ بید کے حکیم جی بھی موجود تھے اور قولنج کا عارضہ مشخص کرچکے تھے مگر علاج نامناسب کرتے تھے مین نے بتلایا کہ اسوقت پچکاری سے بہتر

اور پانون نہین جانتا کہ من من بھر کے ہوگئے یا زمین سے چمٹ گئے یا کیا ہوا تھا
کہ اُٹھتے ہی نتھے بہ ہزار خرابی مین نے اُن چار پایون کے درمیان مین اپنے کو
پھر چھپا دیا اور دیکھا کہ لالہ صاحب کھڑاؤن پہنے کھٹ کھٹ میری جانب سے گذر گئے
اور زینے کے کواڑے کھولے اور کواڑے کھلے چھوڑ کے جلدی جلدی نیچے اُتر گئے تب تو
میرے حواس درست ہوے اور مین نے جو خیال کیا تو اپنے کو بڑا ہی قسمت والا پایا چونکہ
پہلے سے مین نے دیکھ لیا تھا کہ اُس زینے کے روبرو چھت کے نیچے ایک مچان بنا ہوا ہے
لہذا مین نے اُس موقع کو نہایت ہی غنیمت سمجھا کہ غیب سے سامان ہوا ہے کہ میرا
آنا اور جانا کوئی نہ سمجھے فوراً زینے پر آیا اور اُچک کے مچان کے اوپر ہو رہا اور منتظر اسکا
ہوا کہ لالہ صاحب پھر اپنی جگہ آوین تب مین وہان سے سرکون اب آگے حضور میری
قسمت کا لکھا دیکھین کہ کیا پیش ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے لالہ صاحب کو اُسوقت کی
بے تکلفی مضر ہوئی اور اُسی وجہ سے بیوقت خلش پاخانے مین جانے کی اُنکو ہوئی وہ
اضطراب مین نیچے گئے اور نہایت ہی بدحواسی مین پلٹے اور زینے کا دروازہ بند
کرتے ہوے اپنے پلنگ پر گئے آنکے آتے ہی مین جھٹ پٹ مچان سے اُترا اور نیچے کے درجے
مین آگیا مگر جیسے ہی مین نیچے آیا لالہ جیون رام کی بی بی نے اُٹھکر منڈیری سے
جھانکا اور رمدیا رمدیا کہہ کے پکارا اور اُسنے جواب دیا تو کہا کہ جلدی یہان آ اور
بی بی کی آواز کے ساتھ مجھکو یہ معلوم ہوا کہ وہ کٹا ہوا ہاتھ بھی زمین پر گرا مگر مین تو
اپنے بچاؤ اور نکلنے کی فکر مین سراسیمہ تھا جیسے ہی رمدیا اُٹھی مین اُسکی جگہ جہان اور
عورتین لیٹی ہوئی تھین جھٹ لیٹ گیا اور ایسا اُنمین شامل ہوگیا کہ رمدیا تو کیا
معاذ اللہ رام جی بھی نہ پہچان سکتے غرضکہ رمدیا اوپر گئی اور غالباً بی بی نے

بڑھ آیا تھا مین نے فوراً دوسرا کرتا بھی اُتار لیا مگر چونکہ مین چوٹا نتھا نہ اُس کرتے کی جوڑی کو بدنیت سے اُتارا تھا بلکہ صرف آزمائش منظور تھی اسواسطے کرتے کی جوڑی مین نے بی بی کے تکیے کے نیچے رکھدی اور بلا توقف وہانسے نہایت ہی خبرداری سے سرکا اور جس زینے سے چڑھا تھا اُسی کے قریب آگیا اب میری تقدیر کو حضور ملاحظہ کرین کہ مین زینہ تک پہونچا ہی تھا کہ لالہ جیون رام کھنکارے اور اُنکے ساتھ ہی اُنکے بھائی نے بھی ہان مین ہان ملائی اور مین نے قدم کی آہٹ سے پہچانا کہ لالہ چارپائی سے اُٹھے اور جس طرف مین تھا اُسی طرف چلے۔ خداوند نعمت چور جسقدر دلاور ہوتا ہی اُسی قدر نامرد اور بزدل بھی ہوتا ہی قریب تھا کہ مجھے دست آجاوے یقین فرمائیے کہ میرے پیٹ مین درد ہونے لگا اور تشنج کی کیفیت مجھ مین پیدا ہوگئی۔ حضور اب رات ہی ہوگئی کل پر تکلیف موقوف فرمائیے تو بہتر ہی۔

چھٹے روز کا بیان

خداوند نعمت بُرا کام ہر صورت سے بُرا ہی اور آدمی کی ہمت ارادے اور ہوشیاری خبرداری سب کو ضایع کردیتا ہی اور بُرا خیال ہی آدمی کو نکما اور پست ہمت کردیتا ہی نہ کہ بُرے فعل کا ارتکاب تو معاذ اللہ اگر گستاخی نہو تو مین اُن سب سے جو میری باتون کو سُنکر متعجب ہوتے ہونگے یا جو مجھے نہایت ہی پاجی اور کمینہ سمجھتے ہونگے انصاف چاہتا ہون کہ جنھون نے کبھی کوئی بھی بُرا فعل کیا یا سوچا ہو میری عرض کو اپنے ذہن مین تولین کہ مین کتنا راست باز ہون خیر کوئی سوچے یا نہ سوچے اُنکو مین اُنھین کے حال مین چھوڑکر اپنی ربوبی افعال کا تتمۂ داستان عرض کرتا ہون۔ جناب عالی لالہ جیون رام کو جب مین نے اپنی طرف آتے دیکھا تو میرے ہوش اُڑ گئے

گوارا تھا ہنوز یہ خیال اُمنڈ ہی رہا تھا ناگہان کھٹمل یا کسی جانور نے بی بی کو کاٹا اور
وہ دفعۃً چت ہو گئی تب تو مین نے دیکھا کہ جگنون کی طرح ایک شے نظر آئی اور
تھوڑی دیر کے بعد اُسکی ضو بخوبی معلوم ہونے لگی اب مین اُسوقت کی خوشی کو
کسیطرح بیان نہین کر سکتا۔ خداوند نعمت نہایت ہی چالاکی سے مین نے وہ دھلدھلی
کاٹ لی اور جھٹ پٹ اپنی جیب مین رکھ لی ساتھی اُسکے یہ خیال گذرا کہ اگر مین
بی بی کے ہاتھ سے بیش بہا کڑے کی جوڑی اُتار لون تو بی بی کو خبر ہو گی یا نہین
اور جیسے ہی یہ ذہن مین گذرا جسطرح بجلی کوندتی ہے مین نے اُس ملائم ہاتھ سے
کڑے کی جوڑی اُتار لی حضور یہ نہ سمجھین کہ مین نے ہاتھ کو پکڑ کے کڑا نکالا ہو گا نہین
نہین کڑا کسی قدر ڈھیلا تو ضرور تھا مگر مین نے دونون سے کڑے کے پکڑے اور
زور کر کے بڑھایا اور اُتار لیا نہ کڑا بی بی کے ہاتھ کو چھو گیا نہ میرا ہاتھ بی بی کے ہاتھ
مین لگا اتنک مین نے بی بی کو بچایا اور اپنا نامبارک اور منحوس ہاتھ اُس سراپا
لچھمی کے بدن کو نہین چھُلایا تھا اور اگر مین دوسرے ہاتھ کو بھی ویسا ہی پاتا تو
ہرگز اپنا ہاتھ اُسکے بدن کو نہ لگاتا مگر افسوس جب دیر ہونے لگی اور بی بی نے
اپنا ہاتھ جو شوہر کی طرف تھا میری جانب نہ کیا تو مین ناچار ہوا اور اس امید پر
کہ میری جانب بی بی کروٹ لیوے مین زمین پر لیٹ گیا اور اپنا ہاتھ بڑھا کے
اُسکی چھاتی پر رکھا اور نہایت ملائمت سے زور دیا جس سے نیند مین بی بی نے میرے
نالائق ہاتھ کو اپنے لائق شوہر کا ہاتھ خیال کر کے میری طرف کروٹ لی مین نے
جلدی سے اپنا ہاتھ سرکا لیا اور پھر جلدی نہین کی حینک کہ پھر بی بی کو غفلت
کامل نہین ہوئی اب تو وہ ہاتھ جسمین کڑا تھا پلنگ کی پٹی سے نیچے کی جانب

علاوہ اور بھی مجھے رنج ہوا کہ جو اسوقت مین نے دیکھا اور جو باتین بے تکلفی کی سنین جنکے دیکھنے اور سننے کی ہرگز میری نیت نتھی لیکن تھوڑی دیر کے بعد مین نے اُس معاملے کو بھی اپنی خوش اقبالی نعوذ باللہ بدبختی سے مقابلہ کیا اسواسطے کہ علاوہ نیند کی زیادتی کے بی بی کو سستی بھی لاحق ہوئی اور لالہ کو تو نہایت ہی ہانپتے ہوے مین نے دیکھ لیا تھا غرضکہ بہت جلد وہ دونون سوگئے جیسے جیسے وہ خراٹے لیتے تھے مین بیقرار ہوتا تھا اور مشکل سے اپنے کو روکتا تھا اور چاہتا تھا کہ بی بی اپنے پلنگ پر آجاوے لیکن وہ نیند سے ایسی مغلوب ہوگئی کہ کپڑے بھی نہ سنبھال سکی تھی جبکہ مین بالکل مایوس ہوا کہ وہ اپنے پلنگ پر نہ سرکیگی تو ناچار ہوکر مین پلنگ کے سامنے آیا حضور میرا ارادہ یہ نہین ہی کہ مین بدنیتی سے کچھ کہون مگر مین اس ارادے سے کہ جو لوگون کا ہجوم میری باتون کے سننے کا مشتاق ہی اُنکو معلوم ہوجاوے کہ زیور کا پہننا اور پہنا کیسی کیسی خرابی پیدا کرتا ہی مین اپنی زبان کو نہین روکتا اور جو مین نے دیکھا اور کیا صاف صاف ہی کہنا بہتر جانتا ہون۔ جناب عالی جب مین پلنگ کے پچھم جانب کھڑا ہوگیا تو پلنگ پر پچھم جانب بی بی اور پورب طرف لالہ لیٹے ہوے خوب ہی غفلت کی نیند سو رہے تھے مگر لالہ کا منہ پورب طرف تھا اور اُنسے لپٹی ہوئی بی بی بھی پورب طرف منہ کیے ہوے سوتی تھین ایک ہاتھ اُنکا سرہانے کے تکیے سے بڑھا ہوا اُتر جانب تھا اور ایک ہاتھ لالہ کی کمر پر تھا لنگا کمر تک اُٹھا ہوا تھا پانون مین کوئی زیور نتھا مگر ہاتھون مین تھا دھگدھگی نظر نہین آتی تھی جسکا مین متلاشی تھا مین متحیر ہوا کہ اب کیا کرون نہ دیر تک کھڑے ہونے کا یارا تھا نہ بے ہیرا لیے محنت کا اکارت

آتا تھا کہ گویا میری مفوضہ دولت مجھسے چھٹی جاتی ہی یا آگے سے پرسی تھالی عین بھوک
مین اُٹھی جاتی ہی جیون جیون مین اپنی طاقت کو تولتا تھا تو کم ہوتی پاتا تھا
اور دم بدم مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید ضعیف ہوتے ہوتے مین یہان ہی نہ مرجاؤن
ہزار لعنت میری اُسوقت کی نیت پر کہ پرائے مال کو مین اپنا سمجھتا تھا اور جس طرح
ایک مردار خور گدھ بیمار بیل کا مرنا چاہتا ہی مین اُس مال کو اپنا کرنا چاہتا تھا
خداوند نعمت کہانتک ایسی باتین کہہ کر آپکی تضییع اوقات کرون قصہ مختصر جب آواز
زیور اُتارنے کی موقوف ہوئی تو چوہے میرے پیٹ مین دوڑنے لگے کہ کسی طرح
دیکھ پاتا کہ زیور کہان رکھا گیا اور مجھسے ہرگز نہوسکا کہ اُس اُوٹ مین زیادہ چھپا
بیٹھا رہون فوراً مین اُٹھا اور آہستہ آہستہ مین ایک دروازے کے قریب گیا جسمین
کواڑے نتھے اور سنا کہ لالہ نے بی بی سے پوچھا کہ زیور کہان رکھا اُس نیکبخت نے جواب دیا
کہ پاسبنتی تو رکھدیا لالہ نے کہا کہ ارے خبرداری سے کہین رکھدو تو بی بی نے کھسیانی
ہوکر کہا کہ تمکو تو مال کی جان سے بھی زیادہ فکر رہتی ہی اسوقت یہ خیال نہین ہی کہ
اندھیرے مین رات کو نیچے اُترکر کس مشکل سے جاؤنگی زینے کا کواڑ تو مین نے بند
کرلیا اب اس سے زیادہ کیا خبرداری ہوگی یہ سنکر لالہ کچھ شرمندہ سے ہوے اور تھوڑی
دیر مین انگڑائی لیکر بولے کہ آؤ یہان آؤ اسکا جواب بھی بی بی نے تیکھے ہوکر دیا کہ
ہان اور کیا آپ تو شام سے پڑے سوتے ہین دوسرے کی بے آرامی اور بے چینی کی
خبر ہی نہین یہان آؤ یہان آؤ مگر لالہ نے ہاتھ بڑھایا اور بی بی کو لالہ کے پلنگ
جانے ہی بنا حضور اسکا بھی مجھے بڑا صدمہ ہوا کیونکہ مجھے تو یہ ہی پسند تھا کہ بی بی
علٰحدہ اپنے پلنگ پر نیند کی ماتی سوتی اور مین جلد کامیاب ہوتا اس صدمے کے

لیکن مین نے اپنے کو زیادہ مایوس نہونے دیا اور قبل اسکے کہ وہ دروازہ بند ہو
مین خود اسطرف کی چھت پر چڑھگیا اور اپنی خوش نصیبی سے یا یون کہون کہ
نہایت ہی شومی قسمت سے ایک سمت کو دو چار پائیان کھڑی ہوئی مین نے دیکھین
مین بلا تامل اُن چار پائیون کے درمیان چھپ رہا اور بعد اسکے البتہ سوچنے لگا
کہ کہین ان چار پائیون کی اسوقت ضرورت نہو لیکن فی الفور میرے ذہن مین گذرا
کہ لالہ جیون رام ایسے بدسلیقہ نہین ہین کہ اُنکے گھر کے نوکر چاکرون نے اُنکی بی بی
کے واسطے پلنگ آراستہ نہ کر رکھا ہو اور اس سمجھ سے مین خاموش ہو کر بیٹھا جیسا پہلے
مین سمجھا تھا ویسا ہی ہوا اور وہ نیک بی بی اپنے زینے کی طرف آئی اور کمال
ہوشیاری سے زینے کا دروازہ اُسنے بند کر دیا اور پلٹ کر پھر اپنے شوہر کے پلنگ
کے پاس گئی اور لالہ کو جگایا اور کہا کہ تم ایسا سوتے ہو کہ مین کب سے اس چھت پر
پھرتی ہون اور تمکو ہوش نہین ہے لالہ نے اُسی غلبہ نیند مین خیریت اپنی بی بی
کی پوچھی اور پڑی ہوشیاری سے کہا کہ زیور اتار ڈالو چنانچہ میرے کانون مین زیور
اُتارنے کی آواز آئی اب تو مین نہایت ہی مایوس ہوا کہ زیور کہین ایسی جگہ اُتار کر رکھدیا جاویگا
کہ مجھے نہ ملیگا اور میری کوشش رائگان جائیگی لیکن مین نے اپنے مقدر پر اپنی کامیابی
کو چھوڑ دیا۔ حضور مین نے بہت بکا اور حضور کو بکایا اب تو حضور کو دکھلائی نہ دیتا ہوگا
بہت اندھیرا ہو گیا حضور مجھ ناشدنی کو کل اول وقت بلالین تو جلد میرا قصہ تمام ہو جائے

پانچوین روز کا بیان

ہان جناب عالی جس جس طرح کھن کھن چھن چھن کی آواز میرے کانون مین
آتی تھی میرے دل پر مایوسی کی گھٹا چھاتی چلی جاتی تھی اور یہ ہی میرے خیال مین

یا یون کہون کہ بدقسمتی سے جنم کے دروازے کی طرح کواڑکے پٹ کھلے ہوے پائے
تب مین ٹھٹک کر کھڑا ہوا اور منتظر اسکا ہوا کہ سونے کے آثار دریافت کرون مگر وہ
دونون باتین کرتے تھے اور جبکہ اُنکی باتین مین نے سنین تو معلوم ہوا کہ نہ وہ لالہ جیون رام
کی خوابگاہ ہی اور نہ وہ بی بی اُنکی دلھن بلکہ وہ لالہ کے بھائی اور بھاوج تھے
جنابعالی یہ مغالطہ جو مجھے ہوا اُسکی وجہ یہ تھی کہ مین نے جاڑے کے دنون مین پہلی مرتبہ
خوابگاہ دیکھی تھی اور اب گرمی کے دن تھے اور کھلی ہوئی چھت پر پلنگ بچھے ہوئے تھے
اب مجھکو تردد ہوا کہ اب مین لالہ جیون رام کی بی بی کو کہان ڈھونڈھونگا آخر
استقلال کو مین نے راہ دی اور جب زینے پر کھڑا ہوا اُن میان بی بی کے لطف و پیار
کی باتین اور جو کچھ اُنھون نے اُس گھر کے جہان سے وہ بی بی آئی تھی مذکور کیے سنے
سنتا رہا اُسی درمیان مین دوسری چھت پر چھم چھم کی آواز آئی تو مین نے
یقین کیا کہ لالہ جیون رام دوسری طرف استراحت فرما ہین لالہ بھی چونکے ہوے
اور پوچھا کہ کیا بھابھی ابھی سونے نہین گئین بی بی نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہی
پائخانے گئی تھین اب تو مجھے بھی تردد ہوا کہ اُس زینے کے دوسرے دروازے سے
وہ چھم چھم کرنے والی بی بی آکر مجھے نہ دیکھے خصوصًا جبکہ لالہ جیون رام کے بھائی کو بھی
مین نے تردد مین پایا کہ شاید اُنکے پلنگ کے قریب سے وہ گذرین مگر اُنکی بی بی نے
خود اُنکو اور مجھے مطمئن کر دیا کہ وہ دوسری راہ سے اپنے پلنگ پر جاوینگی خیر یہ تو
مجھے خوف نرہا کہ وہ اُس زینے پر سے گذرینگی مگر یہ اندیشہ معقول پیدا ہوا کہ جو زینے کا
دروازہ اُنکی خوابگاہ کی جانب جانے کا ہی ضرور بند کرینگی اور اِس خیال کے آنے سے
مجھے نہایت مایوسی ہوئی کہ کاش دروازہ بند کر لیا تو مین ہرگز اُسکو کھول نہ سکونگا

دل مین آیا تو مین نے تحقیق کرنا چاہا مگر افسوس کہ وہ عورت جو ذریعہ انکشاف تھی وہ اپنے گھر مین نہ ملی ناچار مین نے عورتون کا لباس اختیار کیا اور لالہ صاحب کے گھر کے گرد اس انتظار مین ہوا کہ سواریان واپس آوین کبھی تو اُس عورت کی طرف جاتا تھا اور کبھی لالہ صاحب کی حویلی کی طرف کسی نہ کسی بہانے سے آتا تھا آخرش وہ عورت نہ آئی بہت رات گئی لالہ صاحب کے یہان کی سواریان واپس آئین مشعل ساتھ تھی اور گو کہار بہت سے تھے تاہم مین نے جان جوکھم کی اور عورتون کے غٹ مین جو پیدل تھین ہو گیا اور جھٹ پٹ مکان کے اندر جا کر ایک اندھیری جگہ جہان بورے رکھے تھے اور مین پہلے سے واقف تھا بیٹھ گیا حضور اب تو بہت دیر ہو گئی ہے بہتر ہو گا کہ حضور میرے گناہ کی داستان کا سننا کل پر موقوف رکھین ۔

چوتھے روز کا بیان

حضور مجھکو اُس گودام مین کون دیکھتا عورتین تھکی ہوئین کسی بیاہ مین سے آئی تھین جلد جلد اپنی جگہ ہو گئین اور لالہ جیون رام کی بی بی بھی چھم چھم کر کوٹھے پر چڑھ گئین یہ مین نے حضور سے عرض نہین کیا کہ وہ رات مہینہ جیٹھ کی اماوس کی تھی اور پوری رات اندھیاری تھی جبکہ بی بی کوٹھے پر گئین تو اُنھون نے لالہ اُٹھو لالہ اُٹھو اجی اُٹھو کواڑا کھولو کہنا شروع کیا تب تو مین ڈرا کہ زینے کے کواڑ بند کرنے کا دستور ہی اگر لالہ نے کواڑ کھولے اور بی بی کے داخل ہونے کے بعد بند کر لیے تو بڑی مشکل ہو گی اور مین کیونکر پہونچ سکونگا مگر مین نے دل کو مضبوط کر کے صبر کیا اور مین نے لالہ صاحب کی آواز نہین سنی کہ اُنھون نے کیا جواب دیا اور پکارنے کی آواز بھی بند ہو گئی تو مین چپکے سے زینے پر گیا اور اپنی خوش نصیبی سے

تیسرے روز کا بیان

جنابعالی اکثر اُس عورت کے پاس جسکا نام و نشان ممکن نہین کہ میری زبان سے نکلے مین جاتا تھا اور خاص کر ایسے روز کہ جب کوئی تتھ یا تیوہار ہوتا تھا باتون ہی باتون مین کمبخت اُس دُھگدھگی کا مذکور کرتا تھا آخرش ایکمرتبہ اُس عورت نے (مین ہرگز نام اُس عورت کا نہ بتلاؤنگا) مجھسے کہا بھی کہ تمکو کیون دھگدھگی یاد رہا کرتی ہی تو مین نے ٹال دیا حضور کیون اُس عورت کے نام پوچھنے مین اصرار فرماتے ہین یقین فرمائیے کہ وہ گنہگار نہین ہی مین ہرگز اُسکا نشان نہ دونگا مین بالیقین جسطرح اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہون اُسکی بے گناہی پر اصرار کرتا ہون بیشک مجھے اُسنے بے تکلفی ناچاری سے بہم پہونچائی تھی اور اُس بے تکلف ہونے کی وجہ سے بھی وہ قابل ملامت کے کسی طرح نہین ہی اگر لائق نفرین کے ہین تو اُسکے وارث ہین جنھون نے اُسکو بے شوہر بٹھلا رکھا تھا اور بے تکلف ہونے پر مجبور کیا تھا نہین نہین جنابعالی مین یہ بھی نکہونگا کہ وہ کنواری تھی یا بیوہ تھی مین نے جو پہلے عرض کر دیا ہی کہ مین اُسکا نام نہ لونگا تو ہرگز نام نہ لونگا جان جائے پر ساکھ نہ جاے آدمی جو کہے سو کرے مین نے اُس نیکبخت سے بچن ہارا ہی اگر زبان کٹ جاے تو کٹ جاے اب حضور اصلی قصہ سُننے پر توجہ کرین آپ کو تو میری سزا سے غرض ہی حال سُنین کہ ایکروز مین شام کے قریب جو اُس عورت کی گھر کی طرف سے گذرا تو مین نے لالہ صاحب کے یہان سے سواریان جاتے ہوے دیکھین میرے ذہن مین گذرا کہ آج کہین کوئی تقریب ہی اور ضرور لالہ صاحب کی بی بی نے بھی بھاری بھاری زیور جن سے اُنکو شوق ہی زیب بدن فرمائے ہونگے اور جیسے ہی یہ دھیان میرے

اور جو چاہین حضور تعزیر فرمائین مین قبول کرونگا اسلیے کہ اگر اُسنے کوئی گناہ کیا ہی تو اُسکا کام ہی کہ خود اپنے گناہ کا اقرار کرے مگر اُس عورت کی ملاقات سے مین کسیکا گہنگار نہین ہون ہان مین اُسکا ہی شاکی ہون کہ اُسنے بجاے روکنے کے گناہ کرنے مین میری اعانت کی۔

حضور مختصر یہ ہی کہ مین اُس عورت کے ذریعے سے مخفی لالہ جیون رام صاحب کے مکان کے اندر پہونچا اور مین نے پہلی مرتبہ سوائے اسکے کہ خوب مکان کی سیر کرلون کسی قسم کا ارادہ نہین کیا تھا چنانچہ مین لالہ صاحب کے مکان سے بخوبی واقف ہوگیا اور اچھی طرح سمجھ لیا کہ کدھر سے جانا اور کہان سے اس حالت مین بھی کہ دار وگیر مین پڑجاؤن نکلنا ممکن ہوگا۔ اور جبکہ اس قسم کی واقفیت مجھے ہوگئی تو مجھے نہایت ہی اشتعال پیدا ہوا کہ اب ہیرا لینا چاہیے مگر افسوس کہ ساتھ ہی اس خیال کے میرے اُس ذریعے نے جسکی وجہ سے میری رسائی لالہ صاحب کے مکان مین ہوئی تھی بزبیل حکایت مجھے خبر دی کہ وہ دُھگدھگی لالہ صاحب کی بی بی ہر روز نہین پہنا کرتین تب تو مین مایوس ہوگیا اور مجھے اُس عورت کے حضور مین بھی امیدواری کرنے کی ضرورت درپیش آئی اس موقع پر حضور اسکو یاد رکھین کہ اُس عورت بیچاری کو ہرگز میرے اس ارادے پر کہ مین ہیرا لینا چاہتا ہون اطلاع نتھی اور نہ میرا کسی اور مال کے چُرانے کا ارادہ تھا غالب ہی کہ حضور کو میرے عذر کے قبول کرنے مین کچھ تردد نہوگا کیونکہ اگر مین صرف چوٹا ہی ہوتا تو پہلے روز کچھ چُراتا مگر نہین مین معمولی چور نتھا۔ حضور اب آج تو بہت تکلیف پھر حضور کو ہوئی بہتر ہی کہ کل پر میرے بیان کے تمام ہونے کو حضور ملتوی فرما دین۔

نہ آسکیگا کہ کیون ایسا گناہ آلود قصد مین نے پیدا کیا حقیقت ایسے خیال کی باوجود
غور و فکر ابتک میری سمجھ مین نہین آئی کیا سوائے اسکے اور مین کچھ سمجھ سکتا ہون کہ
شیطان نے مجھے بہکا دیا تھا اور میرے ایمان کے چراغ کو گل اور دھرم کے اُجالے کو
پاپ کے بادل نے چھپا دیا تھا حضور اب آج تو شام ہوگئی کہانتک حضور تکلیف
اُٹھاوینگے ہرگز جناب عالی تردد نفرماوین کہ مین کل منکر ہوجاونگا بہتر ہی کہ آپ
زیادہ اپنے کو بے آرام نفرماوین مین صحیح صحیح واقعہ کل بیان کرونگا۔

دوسرے روز کا بیان

حضور جبکہ وہ بدخیال جس سے میرا کسی قسم کا فائدہ نتھا میرے دماغ مین بھر گیا
تو ہر چند مین نے سعی کی کہ اُسکو نکالڈالون مگر افسوس کہ سب نامشکور ہوئی بلکہ اپنی
کامیابی کی تدبیرین میرے دل نے پیدا کین اگر مین کمبخت اپنے دوست سے اُسوقت
اپنا ارادہ ظاہر کر دیتا تو شبہہ نہین کہ میرا دوست مجھکو باز رکھتا مگر بات یہ ہی کہ ؎

جیسے ہو تبدھا ویسے اُپجے بدھ	ہو نہار ہر دے بسے بھول جاے سب سُدھ

مین نے اُسسے بھی نہین کہا اور دل ہی دل مین منصوبہ گانٹھے رہا چونکہ لالہ جیون رام
میری خوش سلیقگی سے روز بروز خوش ہوتے تھے لہذا مجھکو دشوار نہین ہوا کہ مین اُنکی
دُکان کے سوا اُنکے گھر بھی جانے لگا اور جبکہ یہانتک نوبت پہونچی تو چاہیے تھا کہ میرے
کے اُٹھانے کا ارادہ بھول جاتا یا کم ہوجاتا مگر افسوس کہ اُس بُرے اور نالائق خیال پر ذرا
بھی کدورت نہ آئی بلکہ ہر روز وہ مجلے ہوتا رہا اور اُس آمد و رفت مین مجھسے ایک ایسی
عورت سے ملاقات ہوگئی اور بے تکلفی ہم پہونچی کہ جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ واقعی لالہ صاحب
کی بی بی کی دُھگدھگی مین وہ بے نظیر ہیرا موجود ہی مین اُس عورت کا نام ہرگز نہ لونگا

اور جبکہ اشیاء فرمائشی میرے دوست کو میرے ہاتھون سے سستی ملین تو اُسکی
میرے حال پر اور نظر مہربانی ہوئی اور اُسنے میرے ساتھ اخلاق کو کام فرمایا جسنے
مجھے اُسکی خدمت مین اکثر حاضر ہونے کی رغبت دلائی اور مین نے اُسکی صلاح سے
یہ طریقہ اختیار کیا کہ گدڑی بازار مین جاکر سستا مال اُسکے لیے تلاش کرتا اور خرید
کرکے پہلے اُسکی خدمت مین لاتا اور اُسمین سے جو وہ پسند کرتا وہ تو رکھ لیتا باقی کے
فروخت کرنے کی اجازت دیتا اور مین اُسکو چل پھر کر بیچا کرتا اور علاوہ اسکے جو چیزین
مین بیچا کرتا تھا وہ بھی بیچتا غرضکہ عرصے کے بعد میرا اعتبار لالہ جیون رام صاحب کے
حضور مین ہو گیا جنکا مین گنہگار ہون اور جنکے گناہ کے اقرار کرنے مین اب مجھے دیر
نہین ہے اُنکی اونچی دُکان مین طرح طرح کے اشیا موجود رہتے ہین جبکہ مین کثرت
سے اُنکی دُکان سے چھوٹی چھوٹی اشیا لیگیا اور قیمت بھی فوراً چکادی تو اُنکو میرا
بہت کچھ اعتبار ہو گیا اور قرض بھی وہ مال مجھے دینے لگے میرے دوست نے جبکہ مجھسے
یہ سنا کہ مین لالہ جیون رام کے حضور مین رسوخ رکھتا ہون تو اُنھون نے مجھسے فرمایا
کہ وہ بہت مالدار آدمی ہین اور اپنی بی بی سے جو نہایت حسینہ اور شکیلہ ہی نہایت ہی
محبت رکھتے ہین اور اچھے اچھے زیور اور کپڑے پہناتے ہین چند روز ہوے کہ اُنھون نے
ایک ایسا ہیرا جسپر اکثرون کی نظر تھی لیلیا اور ایسی چالاکی کی کہ میرے ہاتھ نہ چڑھنے دیا
اور اپنی بی بی کی دُھگدھگی مین اُسکو لگا دیا مین سچ کہتا ہون کہ اُنھون نے مجھے ترغیب
نہین دی کہ مین چُرا لون لیکن مجھکو خود بخود یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر وہ ہیرا مین اپنے
دوست کو لا دون تو وہ ضرور خوش ہوگا اور اس خیال سے مین ناحق کی فکر مین
گرفتار ہوا حضور غور فرماوین کہ یہ کیسا بد اور بیجا ارادہ تھا اور ہرگز حضور کی رائے مین

غیرتم پر خونبش می لرزد کہ دشمن آشنا ست + اگر وہ ہی جو گناہ و ثواب کا سچا پرکھیا
اُس میرے ہمطریق کو متنبہ کریگا تو وہ آپ اپنی نجات اخروی کے لیے جہلخانہ مین
میرا ساتھہ دینے کو راضی ہوگا ورنہ وہ اپنی مذلت عقبیٰ پر ملتوی کریگا کچھہ تعجب نہین
کہ وہ میری آواز کو یہان سنتا ہو اور مجھے کچھہ حیرت نہو گی اگر وہ چند روز کی سزا کو
قبول کرلوے جناب عالی مین اس بات سے آپکی سمع خراشی نہین کرنا چاہتا
مین نے جسقدر فضول گوئی اب تک کی ہو آپ اسکو معاف کرین اگر مین آپ سے یہ
نہ کہدیتا کہ میرا کوئی ساتھی بھی تھا تو آپ ضرور مجھسے پوچھتے مین اس بڑے شہر مین جسکے
آپ حاکم ہین کئی برس سے وارد ہون اور یقین جانیے کہ پولیس والے جو ڈینگ
ہانک رہے ہین کہ شہر مین ہر طرح امن چین رہا کرتا ہی چوری نہین ہوتی محض
بے اصل ہی اور اُنکا اخفار واردات کا شیوہ اپنی خوش انتظامی دکھلانے کے لیے ہی
اسواسطے کہ مجھسے جو قصور ہوے ہین وہ یہان ہی ہوے ہین مین کئی وارداتون کا
نشان دیسکتا ہون مگر مین نے صرف تین ہی قصور ایسے کیے ہین کہ جنکی بابت مجھکو
مواخذہ عقبیٰ کا خوف ہی جب مین یہان وارد ہوا تو میرا پیشہ دست فروشی کا تھا
میری پونجی کم تھی اور اُسکے ذریعے سے جو کچھہ مین کماتا تھا وہ بہت قلیل تھا اور
میری ذات کے لیے کافی نتھا تو بھی مین صبر کرتا تھا اور جہانتک میرے پانوٗن کے تلوے
سہ سکتے تھے دوڑتا اور فکر کرتا تھا اتفاق سے جو کچھہ میرے پاس بچنے کو تھا معولگا مین
اپنے اُس دوست کے پاس بھی لیگیا جسکا نام مین ہرگز ظاہر نکرونگا اور اُسنے
میری چیزین مول بھی لین اور اور چیزون کی فرمائش بھی کی کیون وہ فرمائش نکرتا
اُسکی آمدنی معقول تھی مین نے دوسرے تیسرے دن اُسکی فرمائشین بھی حاضر کردین

جس قوم مین میرا ہونا تصدیق کیا ہی وہ درست ہی جناب عالی مین نہایت ہی بدبخت ہون اور جو سزا آپ مجھکو دین اُس سے بڑھکر مین سزاوار ہون بلاشک اسوقت تک کوئی مدعی جسکا مین گنہگار ہون میری سزا کا خواہان نہین ہی مگر جنکا مین گنہگار ہون اُنکے گناہ کو بلا اسکے کہ وہ میری سزا چاہین مین نہایت خوشی سے اسی جہان مین قبول کرتا ہون اور بہتر ہوگا کہ آپ اُنکو بھی موقع دیوین کہ وہ میری سزا ہونے مین تحریک کرین گو مجھے یہ بخوبی امید ہی کہ وہ ہرگز مجھپر الزام قائم نکر سکینگے اور کسی طرح کا ثبوت میرے واسطے حاضر نکر سکینگے اب مین زیادہ باتین بنانا نہین چاہتا اور آپکو تکلیف دینا گوارا نہین کرتا بہتر ہوگا کہ میرے مظہرہ واقعات کو جدا جدا آپکے لین

واقعہ اول

مین اکیلا نہین ہون میرا ایک دوست اور بھی ہی جسکو اب مین اپنا دوست نہین کہہ سکتا اسواسطے کہ اُسنے مجھے میری بداعمالی پر کبھی مطلع نہین کیا اور میرے [illegible] متنبہ اور خبردار نہین کیا لیکن جسقدر ملامت کا وہ سزاوار ہی [illegible] سے زائد لعنت کا مستحق ہون اسواسطے کہ مین نے اُسکو بھی اپنے گناہ آگاہ نہین کیا اور اگر مین کہون کہ مین نشہ غفلت مین سرشار تھا تو ضرور ہی کہ اُسکو بھی بادہ خوار شراب جہالت تسلیم کرون اور خفتہ را خفتہ کی کند بیدار کا مصداق سمجھون خیر کچھ بھی ہو وہ میرے نزدیک بُرا ہو یا مین اُسکے نزدیک بدٹھہرون مگر مجھے لازم نہین ہی کہ مین اُسکا نام لون اور چاہے میری قدرت مین ہو کہ مین اُسپر جُرم ثابت کرادون لیکن مجھپر واجب نہین ہی کہ مین اُسکو سزا کی آفت مین ڈالون اور اپنے ہاتھون کی زنجیر مین اُسکے پہناؤن شعر نیست آئین وفا خون مروت ریختن

کی ہی اسکی کچھ اصل نہین ہی جس زیور کو مدعی نے شناخت کیا ہی اور مال مسروقہ
قرار دیا ہی درحقیقت نہ وہ مدعی کا زیور ہی نہ اسکی شناخت سچی ہی بلکہ اُسکے گواہون کا
بیان جھوٹا ہی اگر مین چاہون تو اچھی طرح سے تردید کرسکتا ہون اور جسنے میرے
واسطے یہ زیور بنا دیا ہی اُسکو پیش کرسکتا ہون اور ایسے گواہ بھی بہت سے حاضر
کرسکتا ہون کہ جنھون نے میرے قبضے مین بھی زیور قبل از وقوع سرقۂ مدعی دیکھا ہی
لیکن مین نہین چاہتا ہون کہ میری سزا میرے مرنے پر ملتوی ہو اور دنیا کا محاسبہ
مین عقبیٰ مین دون اسلیے مین حضور کی تکلیف کو بھی مختصر کرتا ہون اور جو سزا
مجھکو اس جہان مین آپکی زبان و قلم سے ہو جاوے اُسکو مین اُس سزا سے جو
احکم الحاکمین کے حضور سے میرے حق مین تجویز کیجاوے پسند کرتا ہون اور اپنے
جرم کا آپ اقبال کرتا ہون براہ مہربانی آپ صرف میرے بیان پر اور میرے ہی
سچے اقرار پر سزا کا فتویٰ صادر کرین اور جو کچھ گواہی پیش کی گئی ہی اُسے جھوٹ اور
غلط باور کرین ۔ آپ مین اقرار جرم مین تاخیر نہین کرتا حضور عالی مین ایک
ذی رتبہ آدمی ہون لیکن مین اپنا نام و نشان ظاہر نہین کیا چاہتا اگر اُسکے
اظہار سے صرف میری ہی رسوائی ہوتی اور مجھ کمبخت کی ذات پر تمام ہو جاتی تو مین
ہرگز نہ چھپاتا لیکن مجھے یقین ہی کہ اگر مین اپنا صحیح صحیح پتہ دون تو میرے بزرگون
میری قوم میرے اہل وطن کی بھی رسوائی ہو گی اسواسطے کہ مجھے وہ سبب بھی
بیان کرنے پڑینگے کہ مین کیون وطن سے آوارہ ہوا اور یہ بھی مجھے اندیشہ ہی کہ کسیقدر
سرکاری عدالت کے قواعد وضوابط انصاف کو بھی دھبہ لگیگا آپ اسی پر اکتفا
فرماوین کہ جو میرا نام آپ کے روبرو ظاہر کیا گیا سچا ہی اور گواہان ثبوت نے

دھاک سے ہر ایک کا پتا پانی ہوتا ہی پھر شہر مین چورون کا کیا ذکر پرندے کے پر
اوپر اڑنے مین جلتے ہین۔ ایکطرف تو یہ انتظام کرنے والون کی خودستائی تھی
دوسری طرف جسکے چوری ہوتی روکڑ ماری جاتی گانٹھ کٹتی وہ مارے ڈر کے دم
نہ مارتے تھے کہ کون پولیس کے مُنھ چڑھے اور حاکمون کے دربار مین دربدر پھرے
اور انچہ از دزد ماند رمال برد کی مثال کا مصداق ہو۔ اسکو سمجھنے والے آپ سمجھ لین
کہ یہ ہر بونگ تھا یا پولیس کی خوش نظمی تھی۔

پولیس نے ایک شخص کو پکڑ کے مفتی کے روبرو حاضر کیا اور قوی ثبوت گذرانا
کہ یہ تھانگی دار ہی دنیا بھر کے چور اسکے قابو مین ہین اکناف عالم مین جو چوری
ہوتی ہی اُسکا مال مسروقہ اسکے یہان آتا ہی جو کچھ اسکے گھر مین ہی سب مال حرام
اور ملکیت خاص و عام ہی ڈکیتی اور غارتگری مین جہان جو مال لُٹا وہ اسکے
گھر آکر جمع ہوا بظاہر شاہ کی یہ صورت رکھتا ہی مگر درحقیقت چور ہی اتنلک بچتا بچایا
چالاکی سے چلا آیا مگر حضور کے خیرخواہون جان نثارون سے اسکا پیچھا چھوٹا قلعی
کھل گئی پکڑ لیا گیا چونکہ دُور دُور کی چوریون اور رہزنیون کا اسکے قبضے مین مال ہی
اسواسطے مدعی اور مال کے پہچاننے والے ضرور دیر مین ملینگے۔ شہر مین تو کیسکا
کیا مقدور تھا کہ چوری کرسکتا اسلیے شہر مین مدعی کہان سے آئین مگر یہ مال جو جُدا
رکھا ہی اسکے یہ مدعی تو کوشش سے آئے اور یہ گواہ ہین جو اپنا مال کہتے اور گواہون سے
تصدیق کراتے ہین مفتی نے تحقیقات شروع کی جب مدعیون نے اپنا مال کہکے اُسکو
مسروقہ قرار دیا اور گواہون نے تصدیق کی تو وہ ماخوذ بگڑا اور بولا حضور عالی
جو کچھ میری ماخوذی کے لیے گواہی پیش کی گئی ہی اور جو کچھ پولیس نے کارروائی



یا فتاح

اُس عہد کا یہ مذکور ہی جسمین تہذیب اور شائستگی کی دھوم مچی تھی۔ ڈنکہ شاہنشاہی
پکار پکار کر یہ آواز دیتا تھا کہ ہمارے سکّے کا نقش تلوار اور ترازو اور کتاب ہی۔
ترازو مین حق و باطل کو تولتے ہین کتاب آئین کے موافق انصاف کرتے ہین جو
ناحق پر ہوتا ہی تلوار کے گھاٹ سے اُس سرکش کو اُتار دیتے ہین۔ اور ارکان سلطنت
مثل فرعون کے اپنے نشۂ حکومت مین متوالے تھے اور اپنے انتظام کی تعریف
جُھوم جُھوم کر یون سُناتے تھے کہ شیر بکری کی پرورش کرتا ہی اور باز گوریا کے بچّے کو
اگر پڑا پاتا ہی تو اپنے گھوسلے مین لیجا کر پالتا ہی۔ ڈاکو اور بٹ ماران کا کھوج
مِٹ گیا رہزنون غارتگرون کی بیخ و بنیاد کھُد گئی جعلساز اور مکارون کا نام
نہین رہا۔ جھُوٹ بولنا نیست و نابود ہو گیا۔ پولیس والے ہر گلی و کوچے مین راتون کو
پکارتے تھے آرے سونے والو کیون دروازے بند کرتے ہو خبگلون مین راتون کو سونا
اُچھالتے لوگ چلتے ہین اور کوئی اُنپر دست درازی کرنے کی جرأت نہین رکھتا ہماری

سرمۂ بینش

کحل الجواہر نور افزائے دیدۂ دیدہ وران فرہنگ و دانش

عینک چشم بصیرت دوربین جہان سیر حیرت

گو بادی النظر مین یہ ایک پیرایہ افسانہ کا بطرز ناول نگاری ہے

پر بنظر تعمق جو دیکھیے تو اسمین ایک ذخیرۂ نصائح متواری ہے

مصنفۂ

وحید العصر فرید الدہر جامع کمالات علوم ماہر نکات فنون

جناب سید غلام حیدر خان صاحب بہادر

سب آرڈنیٹ جج ضلع سلطانپور

واسطے انتفاع خواص و عوام کے

بار اول

بمقام لکھنؤ

مطبع نامی منشی نولکشور مین بزیبائی کمال منطبع ہوا

ماہ مئی سنہ ۱۸۸۲ع

عیسائی عورتین بھی زیور پہنتی ہین لیکن ایسی عورتین مہذب خیال نہین کیجاتین اور وہ بھی کانون مین صرف گوشوارہ پہنتی ہین نہ تو اُنکے گلے مین طوق ہوگا۔ نہ ہاتھون مین زنجیرین ہونگی۔ نہ پانون مین بیڑیان ہونگی۔

باوجود اس امرکے کہ یوروپ کی لیڈیان زیور نہین پہنتین۔ اور بالکل سادہ پست مہذب لباس رکھتی ہین لیکن وہ اِس سادگی ہی مین کتنی بھلی معلوم ہوتی ہین۔ یوروپ کی کسی لیڈی کی ذاتی اور فطری آرائش کا مقابلہ ہندوستان کی کسی ایسی لیڈی سے کیجیے جو زیور مین بار دار درخت کی طرح لدی ہوئی ہو تو فوراً معلوم ہو جائیگا کہ ذاتی اور اصلی آرائش کے مقابلے مین عارضی وحشیانہ آرائش کیا وقعت رکھتی ہی۔

اب رہی یہ بات کہ زیور اُڑے وقت کا گہنا ہی اسکی نسبت ہم صرف اسی قدر کہتے ہین کہ زیور پہننے سے اصل سرمایہ اور مالیت محفوظ نہین رہسکتی۔ بلکہ زیور پہننا تو بعینہ چورون۔ اُچکّون۔ رہزنون۔ بدمعاشون کو بُلانا ہی۔ اور اُنکو منادی کرنا ہی کہ آؤ ہمارا سرمایہ چھین لو۔ سرمایے کے محفوظ رکھنے کے دوسرے بہت سے وسائل ہین۔ علےٰ ہذا زیور پہننے کی بُرائیان جس قدر بیان کیجائین کم ہین فقط

ہو گیا ہی آسانی کے ساتھ اُسکا دور ہونا محالات سے ہی۔ مُلک اور قوم کے مصلحون اور رفاہ اندیشون کا کام ہی بالخصوص ہمارے مُلک کے مصنفون اور انشا پردازون کا پہلا فرض ہی کہ اپنی تحریرون سے ملک پر اثر ڈالین۔ اور کثرت کے ساتھ ایسی ہی کتابین تصنیف کرین جیسی کہ کتاب سرمہ بہبنش ہی جس سے دلکش ناول کا بھی حظ حاصل ہوتا ہی اور طبائع پر عبرت بھی پڑتی ہی۔

زیور پہننے کی رسم جو ہندوستان مین عام طور پر وبا ءِ مبرم کی طرح پھیلی ہوئی ہی تو اُسکی نسبت مختلف خیالات ہین۔ اولاً مذہب کی رو سے سونے اور چاندی کو متبرک سمجھنا۔ دوم آرائش جسمانی قرار دینا۔ سوم۔ اڑے وقت کا گہنا تو مشہور ہی ہی اول الذکر دو خیالات تو محض وحشت اور جاہلیت کے خیالات ہین۔ کیونکہ انسان کو جو کچھ قدرتی فضیلت حاصل ہی اُسکے مقابلے مین سونے اور چاندی کی مطلق حقیقت نہین۔ کیا سونا اور چاندی ایسی شی ہی جس سے انسان کو زیب و زینت حاصل ہو سکتی ہی۔ اور یہ عارضی زیب و زینت اُسکی قدرتی اور فطری زیب و زینت پر غالب ہو سکتی ہی۔ حقیقی حسن و جمال اور خلقی خوبصورتی ہرگز زیور کی محتاج نہین کیا انسانیت اس امر کی مقتضی ہی کہ سونے اور چاندی کا طوق بنا کر گلے مین پہنین یا اُنکی بیڑیان اپنے پانون مین ڈالین۔ یا ہم سونے اور چاندی کو اپنے سے اور اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھین۔ اس وحشت سے بڑھ کر دوسری وحشت نہین۔ اس سفاہت سے بڑھ کر دوسری سفاہت نہین۔ اگر یقین نہو تو مہذب ممالک کی عورتون کو دیکھ لو جو زیور کے پہننے کو اپنی انسانیت کا ننگ سمجھتی ہین۔ گو بعض ممالک یوروپ فرانس وغیرہ مین مبتذلہ لیڈیان زیور پہنتی ہین اور ہندوستان کی مخلوط النسل

INDIAN INSTITUTE

کچھ زیور ہی پر حصر نہین بلکہ اکثر باشندے اشرفیون اور روپیون کا مالا بنوا کر گلے مین ڈالتے ہین۔ بعض اشخاص بازو پر تعویذ کے مانند اشرفیان باندھتے ہین زیور پر ایشیائی ممالک کی صرف عورتین ہی جان نہین دیتین بلکہ مرد بھی کثرت کے ساتھ زیور پہنتے ہین اور ہندوستانی ریاستون مین جب کسی کو خلعت دیا جاتا ہی تو اُسمین طلائی کڑے۔ طلائی جگبتی۔ وغیرہ زیورات بھی ضروری ہوتے ہین۔ پس جس صورت مین یہانکے مردون کے ایسے خیالات ہین تو عورتین جنکی باگ بالکل مردون کے ہاتھ مین ہی اُنکے خیالات مین کیونکر جنبش نہوگی۔

ہر ایک عورت کو خواہ وہ امیرزادی ہو یا غریب زادی تمام دنیا کے ارمانونکے پورا ہونے سے یہی ارمان ہوگا کہ وہ کسی طرح زیور مین گوندنی کے درخت کی طرح لد جائے۔ اور جس عورت کے پاس زیور نہین خواہ اوسکے گھر مین کتنا ہی روپیہ اور اشرفیون کا دفینہ ہو مگر اُسکی وقعت اپنے اقران و امثال مین ہرگز نہوگی۔ جن عورتون کے پاس زیور نہین ہوتا جب وہ کسی شادی وغیرہ تقریبون مین جاتی ہین تو ادھر اُدھر سے مانگ تانگ کر زیور پہنکر ضرور ہی جاتی ہین تاکہ ہمچشمون مین اُنکی بے وقعتی نہو۔

عورتون اور بچون کے زیور پہننے سے جو کچھ خرابیان پیدا ہوتی ہین۔ یعنے خون ہوتے ہین ڈاکے پڑتے ہین۔ چوریان ہوتی ہین وہ شب و روز ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہین اور عدالتون کی مثلین اس قسم کے مقدمات سے بھری ہوئی ہین لیکن ہمارے ملک کے باشندون کو یہ بھی مطلق عبرت نہین ہوتی تو وجہ کیا ہی کہ جو خیال قدیم سے یہانکے باشندون کے دلون مین قدرتی طور پر مرتکز

دیباچہ

یہ ایک نادر الوجود کتاب ہی جسمین ہندوستان کی عورتون کو نادل
کے طور پر ایک دلکش پیرایے مین بتایا گیا ہی کہ شادیون اور میلون
تماشون - مقدس اور متبرک مقامات مین زیور پہنکر جانے سے کیا کیا خرابیان
پیدا ہوتی ہین - ہمارے ایک دوست بہی خواہ مطبع نے یہ کتاب تصنیف
کرکے بغرض طبع و اشاعت بھیجی ہی اور چھپکر تیار ہوگئی ہی - درحقیقت ہندوستان کو
اس قسم کی کتابون کی اشد ضرورت ہی جنمین مذکورۂ بالا نقصانات کا اظہار
کیا جائے - ہندوستان یا یون کہو کہ تمام وحشی ممالک کی عورتین زیور کو عجیب
متبرک نعمت سمجھتی ہین - زیور کے باب مین یہانکی عورتون کے عجیب عجیب
خیالات ہین - یہ خیالات صرف تمدنی ہی نہین بلکہ مذہبی بھی ہین - بعض اقوام
مین مذہب کی رو سے سونے اور چاندی کی پرستش ہوتی ہی - چونکہ سونا اور
چاندی بھی دھاتین ہین لیکن اُنکی خواہش دنیا مین زیادہ پائی جاتی ہی اور
نسبت دوسری دھاتون کے کمیاب ہین لہذا ایشیائی ممالک کے اعجوبہ پرست
باشندون نے اِن دھاتون کو نہ صرف متبرک بلکہ قابل پرستش خیال کیا

Surma Benish

سرمۂ بنبیش

کحل الجواہر نور افزائے دیدۂ دیدہ وران فرہنگ و دانش

عینک چشم بصیرت دوربین جہان سیر حیرت

گو بادی النظر مین یہ ایک پیرایہ افسانہ کا بطرز ناول نگاری ہی

پر بنظر تعمق جو دیکھیے تو اُسمین ایک ذخیرۂ نصائح متواری ہی

مصنفہ

وحید العصر فرید الدھر جامع کمالات علوم ماہر نکات فنون

جناب سید غلام حیدر خان صاحب بہادر

سب آرڈینیٹ جج ضلع سلطانپور

واسطے انتفاع خواص و عوام کے

باراول

بمقام لکھنؤ

مطبع نامی منشی نول کشور مین بزیبائی کمال منطبع ہوا

ماہ ستمبر ۱۸۷۳ء

Surmak-ĕ-bēnish.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.

